شاسخ چکّر اور سُوامی دیانند

یا

اَواگون توڑ

مصنفہ

غازی محمود دھرم پَال بی۔اے

حسب فرمایش

قاضی محمد رفیق صاحب پرنٹر و پبلشر

نجات مشین پریس بجنور میں چھپا

اور

نجات بُک ایجنسی بجنور نے شائع کیا

غازی محمود حرم پال کی تصانیف

جو بلا مبالغہ کئی لاکھ کی تعداد میں اسوقت تک فروخت ہو چکی ہیں

کفر توڑ ہندو مذہب کا کچا چٹھا جس میں دکھایا گیا ہے کہ ہندوستان میں اسلام صرف اس لئے پھیلا کہ ہندو مذہب خرافات کا مجموعہ تھا یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ جب تک ختم نہ ہو جائے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا لاکھوں کی تعداد میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے، اصلی قیمت ۸ر رعایتی چھ آنہ (۶ر)

اوا گون توڑ غازی محمود کی وہ تقریر جس میں آریوں کے اعتقاد تناسخ پر بحث کی گئی ہے اور تناسخ پکڑ پر سوامی دیانند کے خیالات کی زبردست تردید کی گئی ہے، طرز بیان دلکش اور نہایت پر لطف ہے اس کتاب کو پڑھئے اور تناسخ چکر کی مزیدار بحث سے لطف اٹھائیے اصلی قیمت ۸ر رعایتی صرف ۶ر

ریشلزم اور اسلام غازی محمود کی وہ تقریر جو آپ نے آریہ دھرم کو ترک کرتے ہوئے فرمائی تھی اس میں آپ نے اپنے آریہ ہونے کے اسباب پر شکوک رفع ہونیکے بعد دوبارہ قبول اسلام کے وجود سوال و جواب کے پیرایہ میں لکھے ہیں، قابل مطالعہ ہے۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی چھ آنہ (۶ر)

سر توڑ غازی محمود کی وہ بے نظیر تقریر جس نے مذہب کا پول کھول کر رکھ دیا ہے

سکندرآباد ضلع بلند شہر کا ایک کثیر اجتماع میں ہوئی تھی مذہب کی برائیوں سے متاثر ہو کر فوراً ایک ہندو شدھ ہوا تھا قابل مطالعہ چیز ہے اور ہندو مذہب کی حقیقت سمجھنے کیلئے اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے قیمت ہر رعایتی

بت شکن غازی ممدوح کی لاہور جس نے پنجاب کے آریہ کو آگ لگادی تھی اور پنجاب کے ہندوؤں کی جماعت گورنمنٹ سے اس تقریر کے خلاف فریاد کی تھی میں ہندو مذہب کے اصول بت پرستی پر قابل دید بحث اور سلسلہ طریق سے ہندوؤں کے دعوں کو باطل ثابت کیا

جڑ مار کفر توڑ کا جواب ہندوؤں نے دیا تھا محمود نے جواب الجواب میں یہ رسالہ لکھا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ کفر توڑ میں جن خرافات کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہندو مذہب کی میں موجود ہیں اور ہندوستان میں صدیوں تک ہوتا رہا ہے۔ قیمت صرف تین پیسہ (۳ر)

نوٹ:- فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

منیجر نجات بک ایجنسی بجنور سے طلب فرمائیے

پہلی فصل

تمہید

دوستو!

میں آج جس مضمون پر آپ کے سامنے بولنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ "اواگون" یا تناسخ کا مسئلہ ایک فضول بلکہ مضر وہم ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ آپ میں سے بعض اصحاب یہ سوال کریں۔ کہ اس سے پیشتر تم اس مسئلے کو صدق دل سے مانتے اور اس کا پرچار کرتے تھے۔ لیکن آج تم اس کو کیوں ایک فضول وہم قرار دیتے ہو بیشک میں خود اس بات کو قبول کرتا ہوں کہ میں سالہا سال تک اس بات کا قائل رہا کہ انسان کی روح جسم سے قطع تعلق کر کے سور۔ کتے۔ بندر۔ ریچھ۔ گھوڑے گدھے۔ کیڑے مکوڑے۔ سانپ بچھو۔ اور گھاس پات کے قالب میں چلی جاتی ہے اور وہاں پر وہ اُن اعمال کی سزا بھگتنی پڑتی ہے جو کہ اس نے انسانی قالب میں کئے تھے۔ مگر میں اب اس بات قائل نہیں ہوں میں اس بات کو لازمی اور ضروری نہیں سمجھتا۔ کہ جو بات تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر ناقص ثابت ہو جائے اس کو اس لئے قبول کیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے ہم کو کسی خاص سوسائٹی میں کوئی خاص فوائد حاصل ہیں جن فوائد سے کہ اس ناقص بات سے منکر ہو جانے کی صورت میں ہم کو محروم ہونا پڑے گا۔ میرے نزدیک کسی ریفارمر کی توبہ پوزیشن ہو سکتی ہے۔ وہ سوسائٹی کے نئے یا پرانے

جذبات میں سے کسی خاص جذبے کی محض اس بنا پر پرواہ کرتا چلا جاوے۔ تاکہ
جس سوسائٹی میں اُس نے ریفارم یا اصلاح کا کام کرنا ہے اُس کی ہمدردی
اس کے ساتھ بنی رہے۔ لیکن ایک متدبر یا ریشنلسٹ کی پوزیشن ایک ریفارمر
کی پوزیشن سے ارفع و اعلےٰ ہوتی ہے ریشنلسٹ اس زندہ انسان سے
مشابہت رکھتا ہے۔ جو کہ زندگی کی خوراک کو حاصل کرتا ہے۔ اور اس خوراک میں سے
جس قدر اجزا اُس کی زندگی کا جز بن جاتے ہیں یا بن سکتے ہیں۔ وہ اس کے
جسم میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی زندگی کے جز بن جایا کرتے ہیں۔ لیکن جو فضلہ
ہوتا ہے وہ خارج ہو جاتا ہے ریشنلسٹ کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے شاید زیادہ
واضح الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت ہے فرض کرو کہ چند اصحاب کی ایک
سوسائٹی ہے۔ اور وہ سوسائٹی زید کو اپنے مکان پر مدعو کرتی ہے اور زید کے
سامنے مختلف قسم کے لذیذ۔ خوشبودار اور صاف ستھرے کھانے لا کر رکھ دیتی
ہے۔ زید اپنے دوستوں اور میزبانوں کے ساتھ اس دعوت کا آنند اُٹھاتا
ہے اور ان تمام چیزوں میں سے جو دیکھنے میں عمدہ اور ذائقہ میں شیریں معلوم ہوتی
ہیں۔ تھوڑا تھوڑا یا تمام و کمال کھا جاتا ہے۔ وہ رات بھر یا دن کے کچھ گھنٹے اپنے
دوستوں کے یہاں ہی ٹھیرا رہتا ہے۔ اس عرصے میں وہ کھانا ہضم ہو
جاتا ہے۔ اور زید کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ میں کھانے کے
اس حصے کو جو میرے گوشت اور پوست کا جز نہیں بن سکا فضلے کی شکل میں
میرے معدہ یا انتڑیوں میں موجود ہے خارج کر دوں اس موقع پر اگر زید کے
دوست یا میزبان یہ شور مچائیں۔ کہ ابھی چند گھنٹے پیشتر تم نے ان اشیاء کو
ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول کیا تھا۔ اور تم ان کے خوش ذائقہ اور لذیذ ہونے میں
زمین آسمان کے قلابے ملا رہے تھے لیکن اب تم کہتے ہو کہ میں بیت الخلا میں جا کر
اپنے معدہ کو ان سے خالی کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ تم بڑے طوطا چشم اور
احسان فروش ہو۔ جو ایسی لذیذ چیزوں کو کھا کر ان کو خارج کرنے لگے ہو۔ ایسے

میزبانوں یا دوستوں کو زبانی جواب دے گا۔ کہ بیشک میں نے تمہارے ساتھ بیٹھکر تمہارے لذیذ کھانے کھائے۔ میں ان سے انکار نہیں کرتا۔ اور میں نے ساری دنیا کو بتایا کہ تم بہت عمدہ کھانا بنا سکتے ہو لیکن تمہارے کھانے میں جس قدر اجزا میرے خون یا گوشت اور پوست کا حصہ بن سکتے تھے۔ وہ حصہ بن گئے اب باقی جس قدر فضلہ ہے۔ لازمی اور ضروری ہے۔ کہ میں اس کو خارج کر دوں۔ اور اس بارے میں تمہارے جذبات کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ کہ تمہارے دیئے ہوئے کھانے کا ایک حصہ اگر فضلے کی شکل میں خارج ہوگا۔ تو تمہارے دل پر چوٹ لگے گی کیونکہ اگر میں تمہارے اس فضول جذبے کی پرواہ کروں جس کی پرواہ کرنا تجربے مشاہدے اور واقعات کی بنا پر مضر ہے تو لازمی ہوگا۔ کہ میں مختلف امراض کا شکار بن جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں پس دوستوں کی دوستی میزبانوں کی میزبانی مجھے فضلے کے خارج کرنے سے روک نہیں سکتی۔ یہ ایک مثال تو اگرچہ یہ بھدی مثال ہے مگر اس سے ایک رئیلسٹ کی پوزیشن بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔ یہ رئیلسٹ یا مستقل کسی مسئلے کے فیصلہ کرنے میں ضد تعصب یا جذبہ بازی سے کام نہیں لیا کرتا۔ اس کے سامنے جو مصالح رکھا جاتا ہے۔ وہ باری النظر میں خواہ کیسا ہی ناقص اور بھدا ہو۔ وہ اس کو کمال محبت اور پریم سے اٹھا لیتا ہے۔ وہ کسی کی ظاہری شکل و شباہت کو دیکھکر اس کے خوبصورت یا بدصورت ہونے کا فتویٰ نہیں دیتا کیونکہ وہ ظاہر پرست نہیں ہوتا بلکہ باطن پرست ہوتا ہے۔ وہ اس مصالح یا چیز کو اپنی لیبوریٹری یا تجربہ خانے میں لے جاتا ہے اور اس کو کمال محنت۔ صبر اور استقلال سے توڑ پھوڑ کر دیکھتا اور مختلف طریقوں سے اس کا تجربہ کرتا ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ بار بار تجربہ کرتا ہے۔ دوستانہ یا مثبت پہلو سے تجربہ کرتا ہے اور مخالفانہ یا منفی پہلو سے بھی دیکھتا ہے جب اس کے بار بار کے مثبت اور منفی تجربوں کا ایک ہی صحیح نتیجہ نکلتا ہو تو وہ اسکو بطور اصول کے تسلیم کر لیتا ہے۔ لیکن اگر بار بار کے مثبت اور تجربوں کا نتیجہ تسلی بخش نہ ہو۔ تو وہ سخت بے رحمی اور سنگ دلی سے اس کو اٹھا کر پرے پھینک دیتا ہے اور وہ اپنے تجربہ کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کسی وقت اس نے اس چیز کو بڑی محبت سے

اٹھا کر اپنے تجربے خانے میں رکھا تھا۔ کیونکہ ریشنلسٹ حق و صداقت کے مقابلے میں مذہبی
مکی، نسلی یا پیدائشی جذبات کے بارے میں سخت بے رحم اور سنگ دل ہوتا ہے۔ ان
جذبات میں سے کوئی جذبہ اُس کے سامنے روک نہیں بن سکتا۔ اگر وہ ان جذبات میں
سے کسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ تو اس کو ریفارمر تو کہا جا سکتا ہے لیکن اس کو ریشنلسٹ
نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے کہ ریشنلسٹ کی پوزیشن ایک ریفارمر سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ
ہوتی ہے۔ میں ریفارمر نہیں ہوں جو کسی سوسائٹی کے نئے یا پرانے جذبات کی اس لئے پرواہ
کروں۔ کیونکہ میں نے اس سوسائٹی کی ہمدردی کو اپنے ساتھ رکھنا ہے۔ خواہ وہ ہمدردی ایسی
غلط باتوں کے پرچار سے حاصل ہو سکتی ہو۔ میں ایک متدین یا ریشنلسٹ ہوں اور میرا
ریشنلزم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بہتر مذہب یا دھرم نہیں سمجھتا ہوں میں نے اگر دیدوں کے
الہامی نہ ہونے کے بارے میں اپنے گزشتہ پرچے میں مضمون لکھا تھا۔ تو وہ اسی ریشنل
نقطۂ خیال سے تھا۔ جن ریشنلسٹ نہیں بلکہ ہیشنلسٹ یا قوم پرستوں نے میرے اس مضمون
پر بل وہام مچنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مضمون کسی قسم کے خاص مذہبی تعصبات کی بنا پر
لکھا گیا ہے۔ وہ ایک خطرناک غلطی کا شکار ہوئے ہیں ریشنلزم میں کسی خاص عقیدہ مذہب
کی بلا وجہ یا بے جا طرفداری کرنا یا کسی خاص عقیدہ یا مذہب کی بلا وجہ یا بے جا تردید کرنا
نہ صرف کفر ہے بلکہ حرام ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے پہلے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے
جن ہیشنلسٹ لوگوں نے دیگر مذاہب پر حملے کئے ہیں۔ انھوں نے بڑی بھاری غلطی کی ہے
ایک ریشنلسٹ کے سامنے یہ کہنا کہ اگر رام نے چوری کی ہے۔ تو شام نے بھی ڈاکہ
مارا ہے اس لئے رام بے گناہ ہے۔ اپنی پوزیشن کو بالکل مضحکہ خیز بنانا ہے کیونکہ
ریشنلسٹ اگر رام پر چوری کا فرد جرم لگائیگا۔ تو وہ شام پر ڈاکہ زنی کی دفعہ قایم کریگا۔
یہ اور بات ہے۔ کہ بعد از تحقیقات رام یا شام میں سے کوئی بے گناہ ثابت ہو جائے۔
اور رہا کر دیا جائے۔ مگر ریشنلسٹ کے پینل کوڈ یا تعزیرات کی دفعات سب پر یکساں
جاری ہونگی۔

اس بات کے اظہار سے میرا مقصد اس بات کو واضح کر دینا ہے۔ کہ وہ لوگ

جو یہ سمجھ کر کہ میں کسی خاص مذہب کے نقطۂ خیال سے "دیدک دھرم" یا اس کے مسائل کی جانچ پڑتال کر رہا ہوں۔ اور کہ اگر "دیدک دھرم" کے حامی میری جانچ پڑتال کے مقابلے میں کسی خاص مذہب کے مسلمات یا عقائد کو بطور الزامی جواب کے میرے سامنے پیش کریں گے۔ تو میری تسلی ہو جائے گی یا میں خاموش ہو جاؤں گا۔ وہ ایک بدترین غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کی ایسی پوزیشن کو میں اوپر رام اور شام کی مثال سے واضح کر چکا ہوں۔ اگر وہ رشنلسٹ ہوتے تو وہ بالکل نیک نیتی اور حق پسندی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات پر غور کرتے کہ آیا ان کے جن توہمات کے برخلاف ایک رشنلسٹ آواز اٹھا رہا ہے وہ توہمات بذات خود قابل تسلیم ہیں یا قابل ترک۔ مگر جیسا کہ میں اپنے پہلے مضمون کے شروع میں ہی لکھ چکا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو مذہبی۔ ملکی۔ نسلی یا پیدائشی جذبات کے غلام ہوتے ہیں۔ وہ اس وقت تک حق و حقانیت کی تلاش نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ ان جذبات سے الگ ہو کر حق و حقانیت کو تو سمجھ۔ ملک مذہب یا نسل کی فتح کے لئے نہیں بلکہ محض حق و حقانیت کی خاطر تلاش نہ کریں۔ اور وہ اس وقت تک ان جذبات سے نجات نہیں پا سکتے۔ جب تک ان کے دل میں پیدائشی۔ نسلی۔ ملکی۔ قومی جذبات سے بڑھ کر سچائی اور حق پرستی کا بہترین جذبہ موجود نہ ہو۔ حق پرست کسی بات پر کمال شانتی اور بردباری سے بحث کیا کرتے ہیں۔ وہ سوکنوں کی طرح فضول طعن و تشنیع سے کام نہیں لیا کرتے جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ انھوں نے روئے زمین پر شانتی کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ ان کو تو حضرت مسیح کی طرح ایسا شانت سوبھاؤ ہونے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر ان کی ایک گال پر طمانچہ لگایا جاوے تو وہ دوسری گال بھی آگے کر دیں۔ نہ کہ کسی محق یا حق پرست پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں۔ اور فضول لے دے کا شور مچائیں۔ اگر کوئی ایک رشنلسٹ اس قسم کی بوچھاڑ سے اپنی پوزیشن کو چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ رشنلسٹ جانتا ہے کہ وہ جن توہمات کے برخلاف جنگ کرتا ہے۔ ان توہمات کی جڑ انسان کے سینے میں اس محبت سے بڑھ کر گہری ہوتی ہے جو کہ ایک معمولی جانور اپنے بچے کے لئے رکھتا ہے اور جس بچے کو وہ مرنے کے بعد بھی اپنی چھاتی سے الگ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور

ایک انسانی ماں جو جانوروں سے زیادہ خلیق و تیز رکھتی ہے۔ اور جو اس بات کو بخوبی جانتی ہے۔ کہ اس کا بچہ مر گیا ہے۔ مگر وہ اس ممتا کی وجہ سے جو کہ وہ بچے سے رکھتی ہے مرنے کے بعد بھی بچے کو چھاتی سے الگ کرنا پسند نہیں کرتی۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو کہ کسی خاص قسم کے مردہ توہمات کو اپنے سینے میں جگہ دیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب ہی ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے یہ توہمات مردہ ہیں۔ ان کو اپنے سینے سے الگ کر دو۔ تو وہ روتے پیٹتے اور چلاتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر ایک ایسے شخص کو جو ان کے توہمات کو مردہ کہتا ہو یا ان کو ان توہمات سے الگ کرنا چاہتا ہو اپنا بد خواہ بلکہ جانی دشمن سمجھنے لگتے ہیں اگر ان کی طاقت میں ہو۔ تو وہ اس کو جان سے ہلاک کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے چنانچہ دنیا کی تواریخ اس قسم کے سینکڑوں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں خونی واقعات سے بھری پڑی ہے۔ باوجود مذہبی آزادی۔ تہذیب۔ شائستگی۔ علم و عقل کی ترقی کے بنی نوع انسان کا ایک بڑا حصہ ابھی تک ان ہی جذبات کا غلام چلا آرہا ہے جو کہ دنیا کی تواریخ کے اس حصہ میں دیکھے جاتے تھے جس کو وحشی زمانہ یا تاریک زمانہ کہا جاتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے زمانہ میں جہاں اس قسم کے متدبریں کو بہت جلدی تلوار کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ وہاں اب اس تلوار کے دو ٹکڑے ہو جانے کی وجہ سے حق و باطل کے فیصلے کے لئے آسمانی تلوار کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جاتا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آسمانوں کے اوپر یا زمین کے نیچے کوئی ایسی ہستی یا شخصیت موجود ہے۔ جو کہ ان کے کہنے یا دعا کرنے پر کٹھ پتلی کی طرح ناچتی اور ان کے دشمنوں کے حق میں بلا دکا کام کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اب بھی اپنی دعاؤں کے ذریعہ اپنے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے اس کٹھ پتلی کے حرکت میں آنے اور ان کے دشمنوں کے سر پر گولہ باری کرنے کے نہایت ہی خواہ فضول توہمات کی شکار دیکھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ایسے لوگوں سے ان توہمات نکالنے کی کوشش کیجاتی ہے اور ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ آسمانوں کے اوپر یا زمین کے نیچے کوئی اس قسم کی کٹھ پتلی نہیں ہے۔ جو کہ تمہارے منتروں یا دعاؤں کو سن کر تمہاری مرضی کے مطابق تمہارے دشمنوں پر بجبر اداری کرتی ہو تو وہ چیختے چلاتے۔ روتے پیٹتے اور گالی گلوچ کرتے

دیکھے جاتے ہیں اگر واقعات کے سلسلے میں اس قسم کا کوئی متدبر یا رشیلسٹ بیماری یا حادثے سے مرجاتا ہے تو وہ واقعات یا اسباب کے سلسلہ پر نظر نہیں ڈالتے۔ بلکہ وہ یہ شور مچاتے سنے جاتے ہیں۔ کہ اُن کی بہی خواہ اور وفادار کٹھ پتلی نے ان کی دعاؤں کو سُن کر ان کے مخالف کو موت کے گھاٹ اتار دیا متدبر یا رشیلسٹ اس قسم کی کٹھ پتلی کی ہستی کو اپنے دین و ایمان کی بنیاد نہیں بنا سکتا۔ جو کہ بادنما کی طرح کسی منتر یا عاکو سُن کر منتر پڑھنے والے یا دعا کرنے والے کی مرضی کے مطابق گھوم جاتی ہو۔ ایک رشیلسٹ کے سامنے جب کوئی مذہبی جماعت اس قسم کی کسی آسمانی یا زمینی کٹھ پتلی کا نقشہ پیش کرتی ہے تو وہ اس کی طرف پیٹھ کر کے کہہ دیتا ہے مجھے اس کٹھ پتلی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں اب بچپن کے کھلونوں کو چھوڑ چکا ہوں۔

میں اپنے پچھلے پرچہ میں اس بات کو ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اپنے مخالفوں کی ہلاکت کے لئے سوامی دیانند کے الفاظ میں ویدوں میں جس قسم کے منتر یا دعائیں موجود ہیں۔ وہ خداوند قدوس کی ہستی کو ایک کٹھ پتلی سے بڑھ کر ثابت نہیں کرتیں جو کہ ایسی دعاؤں کو سُن کر دعا کرنے والے کے دشمنوں کے برخلاف حرکت میں آتا اور ان کو تباہ کر دیتا ہو خود سوامی دیانند نے بھی اس قسم کی دعاؤں کو جاہلوں اور مورکھوں کی دعائیں تسلیم کیا ہے۔ میں اس بات پر بحث کر چکا ہوں۔ کہ اس قسم کی دعاؤں یا منتروں کو خدا کا کلام تسلیم کرنا خطرناک الحاد، خوفناک بدعت اور شرمناک کفر ہے۔ میں اس بات کا بڑی خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ ویدوں کے بارے میں میں نے اپنے گزشتہ پرچہ میں ایک متدبر یا رشیلسٹ کے نقطۂ خیال سے جو بحث کی ہے۔ اُسکو پڑھکر بہت سی نیک اور سعید روحوں نے ہدایت کی روشنی حاصل کی ہے اور وہ اس خوفناک وہم کو کہ وید خدا کا کلام ہے نجات پاتے چلے جا رہے ہیں۔ اب میں ویدوں کے اس پہلو پر یا اس وہم پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس کو کہ "اوتاروں" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ آیا یہ وہم ایک رشیلسٹ کے نزدیک قابل تسلیم ہو سکتا ہے یا نہیں آیا جو عقلی یا نقلی دلائل اس وہم کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ایسی زبردست ہیں۔ جو کہ ایک رشیلسٹ کی چوٹ کو برداشت کر سکیں اگر ہم ذرا تھوڑی دیر کے لئے سوامی دیانند

قدموں میں بیٹھ جائیں اور اُس کی بات کو غور سے سنیں کہ وہ اس مسئلے کی تائید میں کیا زبردست دلائل پیش کرتا ہے۔ اگر وہ دلائل قابل تسلیم ہوں۔ تو ہم اُن کے سامنے سر جھکا دیں لیکن اگر وہ قابل تسلیم نہ ہوں۔ تو ہم اپنا دامن جھاڑ دیں۔

دوسری فصل

سوامی دیانند کا وید

اور

پنرجنم یا اواگون

چونکہ سوامی دیانند نے اپنے اصولوں کے لئے ویدوں کو بنیادی پتھر قرار دیا ہے۔ اس لئے ان تمام مسائل کی تحقیقات کے لئے جو کہ وہ پیش کرتا ہے۔ لازمی ہو جاتا ہے کہ سوامی دیانند کے وید کی طرف توجہ کی جائے سوامی دیانند کا۔ ویدان ویدوں سے بالکل علیحدہ شکل رکھتا ہے۔ جو کہ عام ہندو یا سناتن دھرمی لوگ مانتے ہیں سناتن دھرمی برہمن گرنتھوں کو بھی ویدوں کی ذیل میں شامل کر لیتے ہیں۔ وہ ویدوں میں اتہاس تسلیم کرتے ہیں۔ جو کہ ایک مروا قعہ اور بالکل صحیح پوزیشن ہے لیکن سوامی دیانند نے وید دن کو جو شکل دی ہے وہ ایسی نرالی اور عجیب ہے۔ کہ خود سناتن دھرمی اصحاب بھی اس شکل سے اتفاق نہیں کرتے۔ سوامی دیانند نے اپنے وید میں بعض ایسے مسائل بھی پیش کئے ہیں۔ جن پر اور تو اور سناتن دھرمی لوگ بھی چلا اُٹھے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ "نیوگ" کا بھی ہے۔ جس پر میں کسی اگلے پرچے میں بحث کروں گا۔ اس لئے جب میں سوامی دیانند کا یہ کلمہ لکھتا ہوں۔ تو اس سے وہی وید مراد ہوتا ہے جو کہ سوامی دیانند ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ ہمارے سناتنی بھائی جس شکل میں ویدوں کو دیانت داری سے پیش کرتے ہیں۔ وہ ایک قابل تعریف بات ہے اور ان کی اس پوزیشن سے یورپ کے محققوں یا ہندوستان کے بڑے بڑے پنڈتوں کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن سوامی دیانند ایک

(۲) اے بھگون! آپ کی عنایت سے میں پران۔ شنیا رخود دنی اور قوت ہر جنم میں حاصل ہوں۔ رین۔ سورج۔ انتر کش اور سورگ میں پھر سکے جسم میں زندگی دینے والے اور جسم کی پرورش کرنے والے ہوں۔ سے قوت عطا کرنے والے پرمیشور ہیں اسکے جنم میں پھر دھرم کا راستہ دکھانے والے ہیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے ہمیشہ سکھ حاصل ہوتا ہے آپ سے التجا ہے۔ (ایضاً منتر ۷)۔

(۳) اے بگدیشور! مجھے اگلے جنم میں آپ کی محبت سے علم وغیرہ نیک گنوں سے آراستہ من اور عمر۔ نیک خیالات سے پرورش کرنے والے کان عطا ہوں۔ تمام دنیا کو نور یا بصارت چشم عطا کرنے والا پرمیشور جو کہ وغیرہ عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا محافظ عین علم اور راحت مطلق ہے۔ جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچا ہوا ہماری حفاظت کیجیئے تاکہ ہم پاپ سے بچ کر ہر جنم میں سکھ پاویں (یجر وید ادھیائے ۳۴ منتر ۵)۔

(۴) اے بھگون! مجھے ہر جنم میں تمام اندریاں اور پران کو قائم رکھنے والی قوت علم وغیرہ عمدہ سامان ایشور کی بھگتی اور جسم انسانی پا کر ہون وغیرہ کرنے کی عادت عطا ہو۔ اے مالک جہاں! جیسے مجھے پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوت حافظہ مستقل عمدہ سماعت والی جسم اور حواس رکھتے تھے۔ ہمیں اس دوسرے جنم میں ویسی ہی عقل اور ہر فعل کو انجام دینے کی قوت عطا ہو تاکہ ہم کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ (اتھروید کانڈ ۷۔ انواک ۱۔ ورگ ۷، منتر ۱)۔

(۵) جو جیو پچھلے جنم میں [illegible] کے کام کئے ہوتا ہے انہیں کے مطابق اگلے جنموں میں بہت سے [illegible] جسم حاصل کرتا ہے اور اسی طرح جو اچھے کام کئے ہوتا ہے [illegible] پچھلا جسم [illegible] [illegible] [illegible]

قسم کے نیچ جسموں میں یعنی کیڑے مکوڑے حیوان وغیرہ کے جسم کو اختیار کرکے مختلف قسم کی
دکھ بھوگتا ہے۔ (اتھروید کانڈ ۵ انوواک ۵ - منتر ۱۰)

(۶) اس سنسار میں ہم دو قسم کے جنموں کو سنتے ہیں۔ ایک منش شریر کا دھارن کرنا۔ اور دوسرا نیچ گتی سے چرند۔ پرند۔ کیڑے مکوڑے۔ درخت وغیرہ کا ہونا ان میں انسانی جسم کے تین بھید ہیں۔ ایک تیہ ی یعنی گیانی ہونا۔ دوسرا دیہ یعنی تمام دیوتاؤں کا پیارا کرودوان ہونا تیسرا مرتبہ رتھات سادھارن منش شریر کا دھارن کرنا۔ ان میں پرتھم گتی ارتھات منش شریر پن آتماؤں اوپن پاپ کرنیوالوں کو ہوتا ہے۔ اور دوسرا جو جیوا دھک پاپ کرتے ہیں۔ ان کے لئے ہے ان ہی بھیدوں سے سب مگت کے جیو اپنے اپنے پن اور پاپوں سے پھل بھوگ رہے ہیں۔ جیو دن کو ماتا اور پتا کے شریروں میں پردیش کرکے جنم دھارن کرنا۔ پھر شریر کا چھوڑنا پھر جنم کو پراپت ہونا بار بار ہوتا ہے۔ میں نے یہ دو رستے سنے ہیں۔ یہ تمام دنیا ان ہی دو راستوں پر چلی جا رہی ہے۔ اور متواتر ان دو راستوں سے آتی اور جاتی ہے۔ یعنی ہر وقت واگون جاری ہے جب جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر جو پانی اور نباتات میں گزرتا ہوا باپ یا ماں کے جسم میں داخل ہوتا اور دوبارہ جنم پاتا ہے تب وہ نیو جسم اختیار کرتا ہے۔ (یجروید ۱۹/۴۷)

(۷) اے غیر فانی جیوا تو انان میں بھی رہتا ہے۔ بڑے بڑے درختوں میں بھی موجود ہے۔ تو اس تمام سنسار میں موجود ہے۔ تو گربھ میں پران کو حاصل کرتا ہے تو بذات خود اجنما ہے (یجروید ۱۳/۴۷)

(۸) [illegible]

(۹) [illegible]

خدمت کرو (یجروید ۱۳/۴۹)

مذکورہ بالا جس قدر منتر لکھے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا میں بعض مقامات پر بہت بدل اور دھوکہ دہی سے کیا گیا ہے اس لئے میں نے اس کا ترجمہ ستیہ رگوید آدی بھاش بھومکا سے ترجمہ کیا ہے جو کہ بڑی راست بازی سے زبان ستیہ ارتھ پرکاش کیا گیا ہے۔ اور جو میرے نزدیک زیادہ با ضابطہ۔ فلسفی اور سلیس ترجمہ ہے ویدوں سے مذکورہ بالا منتر دینے کے بعد سوامی دیانند نے اوگون پر اپنے الفاظ میں جو بحث کی ہے وہ زیادہ قابل غور ہے۔ کیونکہ ایک ایسے شخص کے لئے جو وید کو خدا کا کلام مانتا ہو۔ اور جو دلائل و براہین۔ واقعات اور مشاہدات کو اندھے ایمان پر ترجیح دیتا ہو وید کا کوئی منتر بطور خدا کے کلام کے سند نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان کو بیان کرنے والا شخص ان منتروں کو دلائل و براہین۔ تجربات و مشاہدات کی بنا پر قابل تسلیم ثابت نہ کر دے۔ سوامی دیانند بطور خدا کے کلام کے ان منتروں کو اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اس کے لئے اتنی بات کافی ہے۔ کہ وید میں ایسا لکھا ہے لیکن جو شخص ایسے منتروں کو محض توہمات کا پلندا سمجھتا ہے۔ لازمی ہے۔ کہ اس کے سامنے سوامی دیانند کوئی معقول بات رکھے چنانچہ سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش بھاشیہ بھومکا میں لکھتا ہے:۔

"تناسخ کی بابت بعض لوگ جو ایک ہی جنم مانتے ہیں۔ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چیز اس جنم سے پہلے تھی تو اس کی یاد کیوں نہیں رہتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کیا ان منتروں (جو پہلے جنم کی یاد کو بھلا دیتے ہیں) کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس جنم میں پیدا ہونے کے وقت سے پانچ برس کی عمر تک جو جو سکھ یا دکھ ہوا ہے اور جو جو کام حالت خواب یا بیداری میں کئے ہیں۔ ان کی یاد کیوں نہیں رہتی پھر پچھلے جنم کی بات یاد رہے تو کون سی بڑی بات ہے (دیانند کی بھاشیہ بھومکا) ؛

پنر جنم کے متعلق مذکورہ بالا اعتراض جو معترض نے پیش کیا ہے وہ درحقیقت ایک معقول اعتراض ہے۔ مگر سوامی دیانند نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ ایک انٹیلیکٹ کے لئے اور خاص کر ایک ایسے شخص کے لئے جو ارتقا کا قائل ہو۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا سوامی دیانند نے لوید دمی بھاشیہ بھومکا میں دو لفظی بحث کرکے مضمون ختم کر دیا ہے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ سوامی دیانند کے اس بیان کو بھی سن لیا جاوے۔ وہ مستعار تحریر کاش کے زیر عنوان اس میں کیا بیان فرماتے ہیں:۔

"سوال۔ جب ہم ایک ہی بات سنتے ہیں؟

جواب۔ بہت سے۔

سوال۔ کہ بہت ہیں۔ تو پہلے جنم اور موت کی باتیں کیوں یاد نہیں؟

جواب۔ جب ہی [illegible] ہے۔ جب [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو علم حاصل نہیں کر سکتا۔ پہلے جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے۔ [illegible] جب ہو حمل میں تھا۔ جہاں جسم تیار ہوا اور تھے۔ [illegible] پانچ سال کی عمر سے پہلے جو جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کو کیوں یاد نہیں کر سکتا۔ [illegible] کار و بار بدیہی طور پر [illegible] کے کار و بار کو دیکھ [illegible] اس عالم [illegible] کے کار و بار کو دیکھ [illegible] درختوں کو [illegible] [illegible] [illegible]

جنم کے یاد رہنے کے متعلق شکوک پیدا کرنا محض لڑکپن کی بات ہے۔ بلکہ یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سُکھی ہے۔ نہیں تو سارے جنموں کے دُکھوں کو دیکھ دیکھ کر دُکھی ہو کر مر جاتا نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے۔ تو جان بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ جیو کی۔

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۹)

سوامی دیانند کے مذکورہ بالا [illegible] سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ اگلے یا پچھلے جنم کے حالات کو [illegible] یہ قدرت سوامی دیانند کے [illegible] پر ماتما کو ہی حاصل ہے [illegible] کہ وہ اگلے یا پچھلے جنم کے حالات کو جانتا ہے۔ تو سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ چھوکرا پن کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا ایسا دعویٰ خدائی دعوے ہے۔ سوامی دیانند کی یہ بات خواہ معقول ہو یا نہ۔ میں اس پر بحث نہیں کرونگا۔ میں صرف یہ دیکھوں گا کہ آیا سوامی دیانند اپنے دعوے پر قائم رہتا ہے یا نہیں مجھے افسوس سے اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ سوامی دیانند اپنے اس دعوے کو قائم نہیں رکھ سکا۔ جبکہ وہ اسی [illegible] آدمی بھاشیہ بھومکا میں نراکت کے مصنف کی اس عبارت کو نقل کرتا ہے:

"میں [illegible] اور پھر پیدا ہوا ہوں۔ اور پیدا ہو کر پھر مرا ہوں [illegible] قسم کی [illegible] قسم [illegible] غذائیں کھائیں [illegible] مختلف پستانوں کا [illegible] بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ اور دوسروں سے تعلق [illegible] بڑی تکلیف میں [illegible] اندر [illegible] نراکت [illegible] کھنڈ [illegible]"

سوامی دیانند [illegible] کا جواب یہ دے رہا ہے۔ کہ پچھلے جنم کے

حالات کا جاننا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ جیو کے جاننے
کی۔ مگر ایک دوسرا رشی اگر یہ شہادت دیتا ہے اور سوامی دیانند اس کی شہادت کو
معتبر تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ ہزاروں قسم کی جونوں میں پڑ چکا ہے۔ جہاں وہ مختلف
غذائیں کھایا کرتا تھا [illegible] اس کی مختلف مائیں [illegible] مختلف باپ ہو چکے ہیں۔ اور وہ اوندھے منہ
حمل میں پڑا [illegible] تھا وغیرہ وغیرہ [illegible] وہ مختلف جنموں میں کھانے پینے کے حالات
تک بھی جانتا ہے تو غالباً وہ بھی جانتا ہوگا۔ کہ کھانے کس قسم کے ہوتے تھے جب وہ
مختلف ماؤں [illegible] باپوں [illegible] تو وہ [illegible] ماں اور باپ کس
کس طبقے کے تھے۔ اور ان کے ساتھ وہ کیا [illegible] تھا جب وہ سر نیچے اور
ٹانگیں اوپر کر [illegible] تا سکتا ہے۔ کہ حمل کی
حالت میں وہ کیا کچھ کیا کرتا اور کیا کچھ دیکھا [illegible] گویا آدمی بھاشیہ
بھومکا میں ایک نقطہ [illegible] وہ ٹھیک ٹھیک
پچھلے جنم [illegible]
کہ پچھلے جنم کی باتوں کو جاننا ممکن ہے [illegible] ایشور
کے جاننے کی ہے۔ نہ کہ جیو کی۔ [illegible] اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ سوامی دیانند کے خیال کے مطابق [illegible] اپنے ہزاروں پچھلے
جنموں کا حال [illegible] آدمی بھاشیہ بھومکا
کے اس بیان [illegible] انسان بھی پچھلے
جنموں کے حالات کو ٹھیک ٹھیک [illegible] ستیارتھ
پرکاش [illegible] درندوں
[illegible]
کیونکہ اگرچہ [illegible] دیانند [illegible] تو پچھلے
[illegible] حالات [illegible]
کر دیتا ہے۔ [illegible] لیکن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یاد نہ رہنا بہت اچھا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیوہ سارے جنموں کے دکھوں کو دیکھ کر دکھی ہو کر مر جاتا۔ مگر رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں وہ اس بات کو بطور سند کے پیش کرتا ہے۔ کہ چونکہ کیڑا بھی مرنے سے خوف کھاتا ہے اس لئے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ پچھلے جنم کے سکھ دکھ کو یاد رکھتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ سوامی دیانند نے پچھلے جنم کی یاد نہ رہنے کا جو معیار مقرر کیا ہے۔ اس سے انسان۔ حیوان۔ درندہ۔ پرندہ۔ چرندہ۔ غرضیکہ تمام حشرات الارض بے شمار خداؤں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ ایک ایسی دھریت اور ناستکتا کی بات ہے۔ کہ جس کو کوئی خدا پرست تسلیم نہیں کرے گا۔ سوامی دیانند نے "اواگون" کی تائید میں جو جو بیان دیئے ہیں۔ وہ اول تو خود ہی ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ لیکن اگر ان کو اپنی اپنی جگہ پر درست بھی تسلیم کر لیا جاوے۔ تو "اواگون" کا مسئلہ سوامی دیانند کے بیان کے مطابق خطرناک دھریت خوفناک الحاد اور شرمناک ناستکتا کا بنیادی پتھر ثابت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ مسئلہ بجائے کشش کی چیز ہونے کے نفرت کی چیز بن جاتا ہے۔ یہ نفرت اور بھی زیادہ تقویت حاصل کر لیتی ہے جبکہ سوامی دیانند جیسا شخص اس مسئلہ کی تائید میں ویدوں کا سہارا لیتا ہو۔ ایسی صورت میں ایک ریشنلسٹ کے سامنے یہ سوال بڑے زوردار الفاظ میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس وید میں اس قسم کے توہمات ہوں۔ وہ کسی صورت میں بھی خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور ریشنلسٹ اس مسئلے اور اس مسئلے کے منبع وید کے سامنے کبھی سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا:۔

تیسری فصل

منوسمرتی

اور

اواگون

سوامی دیانند نے اواگون کی تائید میں وید کا جو سہارا لیا ہے۔ اس کا ذکر پچھلی فصل میں کیا جا چکا ہے۔ وید میں اگر اواگون کا بیج ملتا ہے تو منوسمرتی میں وہ ایک عظیم الشان درخت کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔ سوامی دیانند نے تمام سمرتیوں میں سے منوسمرتی کو معتبر اور مستند قرار دیا ہے۔ اگرچہ وہ اس کے بعض شلوکوں کو اپنے مطلب کا نہ پاکر ملاوٹی کہکر رد کر دیتا ہے لیکن اواگون کے بارے میں جس قدر شلوک ہیں۔ وہ ان کو ملاوٹی قرار نہیں دیتا کیونکہ وہ خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے بلکہ وید منتروں سے اس کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ انسان کی روح جسم سے الگ ہو کر حیوانوں اور کیڑوں مکوڑوں کے قالب میں چلی جاتی ہے۔ چنانچہ منوسمرتی کے بارھویں ادھیائے میں بہت سے شلوک محض اواگون یا تناسخ کے بارے میں دیئے گئے ہیں۔ اور سوامی دیانند نے ان شلوکوں کا ایک کثیر حصہ [illegible] درج کیا ہے بعض مقامات پر وہ شلوک درج نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا [illegible] جس مقامات پر وہ صرف نفس مضمون کی طرف اشارہ کر جاتا ہے مگر اس کی تمام تحریر کا مدعا صاف یہ ہے کہ وہ منوسمرتی کے "اواگون" کے بارے میں تمام شلوکوں کو مستند قرار دیتا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ ایک ایک شلوک پر بحث کرنے یا ستیارتھ پرکاش میں دیئے ہوئے ادھورے شلوکوں کو [illegible] منوسمرتی [illegible] ادھیائے کے ان تمام شلوکوں [illegible] تناسخ کے بارے میں

لکھے گئے ہیں۔ چونکہ سوامی دیانند نے منوسمرتی کا ترجمہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس پہلو میں ان ترجموں میں سے کسی بہترین ترجمہ پر قناعت کر لی جانی چاہئے جو کہ آریہ سماج کے "عالموں" کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں یہاں پر "سام وید" کا بھاش کرنے والے پنڈت تلسی رام سوامی کے ترجمہ کو پیش کروں گا۔ چنانچہ پُنر جنم یا اواگون کے بارے میں منوسمرتی کے بارھویں ادھیائے میں مفصلہ ذیل شلوک دیکھنے میں آتے ہیں:-

(۱) مہرشی لوگوں نے بھرگو جی سے پوچھا اے باپ سے مہرباتما نے چاروں ورنوں کا مکمل دھرم بیان کرو۔ اب آپ ہم سے نیک و بد کرموں کی سزا و جزا پانے کے متعلق بیان کیجئے۔

(۲) دھرماتما منو کے بیٹے بھرگو جی مہاراج ان مہرشیوں سے بولے کہ اس مکمل کرم یوگ کے نتیجے کو سنئے۔

(۳) انسان من، بچن اور جسم کے ذریعے سے جس قسم کے نیک و بد اعمال کرتا ہے۔ اسی کے مطابق اس کو ادنیٰ، متوسط اور اعلیٰ جنم ملتا ہے۔

(۴) اس دیہی کے اُتم (اعلیٰ) مدھیم (متوسط) ادھم (ادنیٰ) اور من بانی شریر (جسم) کے آشرت (سہارے) پھل کے دینے والے تین پرکار کے کرموں کا تفصیل [illegible]

(۵) انیائے (بے انصافی) سے بیگانہ مال لینے کی خواہش اور من سے دوسرے کا برا چاہنا۔ عاقبت کچھ نہیں ہے ایسا اعتقاد رکھنا یہ تین قسم کا من کا کرم ہے۔

(۶) کٹھور اور دروغ گوئی اور سب سب قسم کی چغلی اور ناپ شناپ بکنا۔ یہ چار قسم کا وانی کرم ہے۔

(۷) [illegible]

(۸) من کے ذریعے کئے ہوئے نیک و بد اعمال کی سزا و جزا من کے ذریعے ربانی سے کئے ہوئے کی بانی سے اور جسم سے کئے ہوئے کی سزا و جزا جسم کے ذریعے پاتا ہے ؛

(۹) تین قسم کا سمانی۔ چار قسم کا کلامی اور تین قسم کا قلبی۔ یہ دس ادھرم کے مارگ ترک کر دینے چاہئیں ؛

(۱۰) جسم کے ذریعے کئے گئے برے اعمال کی سزا میں جیو آتما درخت وغیرہ کی جون میں اور بانی سے کئے ہوئے پاپوں کی سزا میں پرند اور چرند کی جون میں اور من سے کئے ہوئے پاپوں کی سزا میں چنڈال وغیرہ گل (خاندان) میں جنم پاتا ہے ؛

(۱۱) نیک اعمال سے دیو بھاؤ۔ نیک و بد اعمال سے منش بھاؤ کی پراپتی اور بد اعمال سے نیچ جونوں میں جنم پاتا ہے ؛

(۱۲) نارکھشا کیا ہوا باگ ڈنڈ وکیاں کو۔ منو ڈنڈ پرم گتی کو۔ اور کرم ڈنڈ تینوں لوگوں کو نشٹ کرتا ہے ؛

(۱۳) مون (خاموشی) کو باگ ڈنڈ۔ اناشن کو منو ڈنڈ۔ اور پرانایام کو شاریرک ڈنڈ کہتے ہیں ؛

(۱۴) بانی کا دمن۔ من کا دمن اور کایہ (جسم) کا دمن یہ تینوں جس کی بدھی میں ستھت (قائم) ہیں۔ وہ تری ڈنڈی کہلاتا ہے ؛

(۱۵) منش سمپورن جیوون پر ان تینوں پرکار کا دمن کر کے کام۔ کرودھ کو روک کر سدھی کو پراپت ہوتا ہے ؛

(۱۶) جو اس شریر اکھیاتما کا کرم میں پربرت کرنے والا ہے۔ اس کو کھشیتر گیہ کہتے ہیں۔ اور جو کرم کرتا ہے۔ اس کو بھوت آتما کہتے ہیں۔

(۱۷) تمام دیہیوں کے ساتھ ہونیوالا۔ دوسرا جیو سنگیا والا۔ انتر آتما ہے۔ جس سے جنموں میں سمپورن دکھ سکھ جانا جاتا ہے ؛

(۱۸) دے دونوں مہان (انتہ کرن اور کھشیتر گیہ) جو کہ پرتھوی وغیرہ پانچ

بھوتوں (عناصر) سے بنے ہوئے ہیں۔ اور پانچ پانچ سب بھوتوں میں ستھت اس پرماتما کے آشرت ہیں ؛

(۱۹) اتھ پرش تو وہ ہے۔ جو پرماتما کہلاتا ہے۔ اور جو تین لوکوں میں پرویشٹ سمرتھ۔ اور اویناشی ہونے سے ان کا دھارن پوشن کرتا ہے ؛

(۲۰) اس پرماتما کے جسم کی مانند پانچ عناصروں سے بے شمار اجسام نکلتے ہیں۔ جو کہ ادنیٰ اور اعلیٰ عناصر کی شکل میں بے روک ٹوک کرم کرتے ہیں ؛

(۲۱) جیسے کرم کرنے والے انسانوں کا مرکر پنچ تن ماترا سے دکھ سہن کرنے کے لئے دوسرا جسم فوراً پیدا ہوتا ہے ؛

(۲۲) اس شریر سے بہر کی گئی ہوئی یاتناؤں کو یہاں بھوگ کر اُن ہی بھوت ماتراؤں میں وہ جیو اسے پھر چھپ جاتے ہیں ؛

(۲۳) وہ پرانی برے اعمال کی سزا بھگت کر جب کو دیکھ کے بڑے پراکرم والے اُن ہی دونوں (مہان اور شریر) کو پراپت ہوتا ہے ؛

(۲۴) وہ آنس رہت اس پرانی سے دھرم اور پاپ کو ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں۔ جن سے لاہو اس لوک اور پرلوک میں سکھ اور دکھ کو پراپت ہوتا ہے ؛

(۲۵) وہ جیو ہی اندھک دھرم کرتا ہے وہ دھرم کرکے وہ اُن ہی اُتم پنچ بھوتوں سے یکت سورگ میں سکھ بھوگتا ہے ؛

(۲۶) اگر وہ جیو پاپ زیادہ اور دھرم تھوڑا کرے تو اُن اُتم بھوتوں سے الگ ہو کر پرکی یاتناؤں کو پراپت ہوتا ہے ؛

(۲۷) ان یم کی یاتناؤں کو پراپت ہو کر وہ جیو پاپ رہت ہونے پر پھر اُن ہی اُتم بھوتوں کو کرم سے پراپت ہو جاتا ہے ؛

(۲۸) اس پرکار وہ دھرم ادھرم گنتیوں کو اپنے من ہی دیکھ کر شریر کو دھرم میں لگاوے ؛

(۲۹) ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن۔ ان تینوں گنوں کا سنبندھ جس جاتی سے پراپت ہوا یہ مہان ستھا ور جنگم روپ سمپورن جیوؤں کو شریر سے ویاپت کرتا ہے ؛

(۳۰) جن شریر تیا گنوں میں سے جو گن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ تب ہی وہ گن اس پرانی کو اسی گن کے دھارن کرنے والے بنا دیتا ہے۔

(۳۱) پتھارتھ و سنسکار جاننے والوں نے ان تینوں گنوں کے بارے میں مونن کا کتھن ہے۔ درحقیقت وہ ان تینوں گنوں سے پرے ہے۔

(۳۲) ان تینوں میں سے جو کچھ پرتیکھ سے دکھائی دیتا ہے۔ اور جو کچھ شاستروں سے جانا جاوے۔ اس کو ستو گن جانو۔

(۳۳) اور جو دکھ دینے والا ہو تمہارا آتما کا بیری ہو۔ اور جو تمہارے دھرم کو نشٹ کرنے والا ہو ان کو راجس گن کی طرف لے جانے والا ہے اس کو راجس گن جانو۔

(۳۴) [illegible] اور جس کو دیکھ کر گھبراہٹ ہو۔ اور جس کو دیکھنے سے [illegible] ان کو تامس گن سمجھنا چاہئے۔

(۳۵) ان تینوں گنوں کا سلسلے وار جو بھی متوسط درجہ میں جس سے اس کو [illegible] جانا جاتا ہے۔

(۳۶) وید کا ابھیاس۔ تپ۔ گیان۔ پاکیزگی۔ [illegible] یہ سب ستو گن کے لکشن ہے۔

(۳۷) ابندھن میں محبت ہونا۔ بھارن سے محبت ہونا۔ قابل برداشت کرنا۔ ہمیشہ خواہشات میں پھنسے رہنا یہ راجس گن کا لکشن ہے۔

(۳۸) لوبھ۔ نیند۔ بے قراری۔ [illegible] یہ سب تامس گن کے لکشن ہیں۔

(۳۹) ان تینوں گنوں کا [illegible] تینوں میں ہے۔ [illegible] تصرحات میں علامات ہیں۔

(۴۰) جس کام کو کر کے اور کرتے ہوئے اور نہ کرنے کا وچار کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کو تامس گن کا لکشن جاننا چاہئے۔

(۴۱) جس کرم سے [illegible] ان کو [illegible] کرنے سے [illegible] نہیں ہوتا۔ اس کو راجس جاننا چاہئے۔

(۴۲) جس کرم کی ہمیشہ جاننے کے لئے کوشش کرنا چاہئے [illegible] ان کو

شرنند نہیں ہوتا اور جس کرم سے جس گن کا تنند ہو۔ وہ ستوگن کا لکشن ہے ؛

(۴۴) ان سلوگن وغیرہ گنوں میں جس گن سے جیو جس گتی کو پراپت ہوتا ہے اب اس گن کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے ؛

(۴۵) ساتوک گن والے دیوتا وغیرہ کی جون کو۔ اور راجسک گن والے انسان کی جون کو اور تامسک گن والے ادنیٰ جونوں کو پراپت ہوتے ہیں ؛

(۴۶) یہ جو تین قسم کی گتی کہی گئی ہے۔ یہ دیت و کال کے بھید سے اتم مدھم اور ادھم تین قسم کی ہے۔ اور پھر کرم کو وشیش (خصوصیت) جاننا چاہئے ؛

(۴۷) جو نباتات درخت وغیرہ ہیں۔ وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں کا مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی۔ درندگی چوپایوں کا جنم پاتے ہیں ؛

(۴۸) جو متوسط درجے کے ہوتے ہیں۔ وہ ہاتھی۔ گھوڑے۔ شودر۔ پلیچھ اور قابل مذمت کام کرنے والے شیر۔ ریچھ اور سور کا جنم پاتے ہیں ؛

(۴۹) جو افضل ہوتے ہیں۔ وہ دھن خواہش یعنی جو کبت۔ دوہا وغیرہ بنا کر لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ خوبصورت پسند۔ ریاکار آدمی یعنی اپنے مطلب کے لئے خود ستائی کرنے والے راکشس یعنی موذی آدمی اور ایشا چاریعنی بدچلن ہوتے ہیں۔ جو شراب وغیرہ کی عادت اختیار کرتے ہیں اور غیظ رکھتے ہیں یہ سب ادنیٰ جونی میں تا دیر رہتے ہیں ؛

(۵۰) جو تیاگی روحانی ہوتے وہ جملہ یعنی تمام وغیرہ ہلاک کرنے والے یا کدار وغیرہ سے کھودنے والے ہوتے ہیں۔ جو بانس وغیرہ پر چڑھنے اترنے اور کودنے کے کرب کرتے ہیں۔ یہ سب ہنسوڑ اور شراب خوری کی عادت وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے جیو جس کرم کے پھل کا بھوگ کرتے ہیں ؛

(۵۱) جو متوسط درجے کے ہوتے ہیں۔ وہ چھتری اور ویشیہ یعنی اہل سیٹھ کے گھر سے۔ جو اس سے پراپت تجربہ اور مقدمہ بازی کرنے والے سفیر۔ وکیل۔ سپاہی۔ محکمہ دفتر کے ملازم ہوتے ہیں ؛

(۵۲) جو نیک نیا دیوتا ہیں۔ وہ کندھرب یعنی گانے والے۔ گویے یعنی

باجہ بجانے والے یکشن یعنی دولتمند۔ عالموں کے خدمتگار۔ اور اپسرا یعنی خوبصورت عورت کا جنم پاتے ہیں۔

(۵۳) تپ کرنے والے جتی سنیاسی۔ ویدیاتھی۔ ومان (غبارہ) چلانیوالے علم ہیئت کے عالم اور حکیم یعنی جسم کو سلامت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو ابتدائی درجے کے ستوگنی اعمال کا نتیجہ سمجھو۔

(۵۴) جو متوسط درجے کے ستوگن کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ وہ جیو ہیں کرنیوالے وید کے معنی کو جاننے والے عالم۔ وید کے علم اور بجلی وغیرہ کے علم اور وقت کے علم کے واقف۔ محافظ اور گیانی ہوتے ہیں۔ اور صیاد سیدھی جنگی خدمت سدھی کے لئے [illegible] ہوتی ہے۔ ایسے استادوں کا جنم پاتے ہیں۔

(۵۵) جو اعلیٰ درجے کے ستوگن ہو کر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی سب ویدوں کو جاننے والے۔ وشوسرن یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے ومان (غبارہ) وغیرہ سواریاں بنانے والے دھارمک اور سب سے زیادہ عقل والے ہوتے ہیں اور [illegible] کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

(۵۶) جو [illegible] کو چھوڑ کر [illegible] کام میں لانے والے [illegible] ہیں۔

(۵۷) [illegible] تین قسم کے کرم کی تین قسم کی [illegible] کا حال [illegible]۔

(۵۸) [illegible] پرسنگ [illegible] ادھرم [illegible] کو پراپت [illegible]۔

(۵۹) [illegible] اس دنیا میں [illegible] حال سنو۔

(۶۰) [illegible] اس کے بعد [illegible]۔

(۶۱) برہم ہتیا کرنے والا کتے۔ سور اور گدھے۔ اونٹ۔ بیل۔ بکرے۔ بھیڑ۔ ہرن۔ جانور۔ چنڈال اور پکس جون میں جاتا ہے ؛

(۶۲) شراب پینے والا برہمن کیڑے مکوڑے۔ پتنگ۔ غلاظت خور جانوروں اور درندوں کی جون میں جاتا ہے ؛

(۶۳) چوری کرنے والا برہمن مکڑی۔ سانپ۔ گرگٹ۔ پانی میں رہنے والے اور درندگی کرنے والے پشاچون کے جنم کو ہزاروں بار پراپت ہوتا ہے ؛

(۶۴) گورو کی عورت سے ہم بستر ہونے والا شخص گھاس پات گچھے دار درخت اور پھولوں کی بیل اور کچا گوشت کھانیوالے اور بڑے کام کرنیوالے کی جون میں سو دفعہ جاتا ہے ؛

(۶۵) پرانیون کو مارنے والے سوبھاؤ والے گھے مانس کے کھانے۔ ابھکن کے بھکشن کرنے والے کرمی اور چور ایک دوسرے کو کھانے والے ہوتے ہیں چنڈال کی عورت سے مباشرت کرنے والے بھی مرکر ایسی جون کو پراپت ہوتے ہیں

(۶۶) پتیوں کے ساتھ رہنے اور بیگانی عورت سے مباشرت کرنے برہمن کا دھن چرانے سے برہم رکھشس ہوتا ہے ؛

(۶۷) بعل۔ موتی۔ مونگا اور مختلف قسم کے جواہرات کو چرانے سے ہیم کار۔ ( ) یکشیون کی جون میں جاتا ہے ؛

(۶۸) دھارن کو چرانے سے چوہا۔ ٹانسی کو چرانے سے ہنس۔ پانی کے چرانے سے مینڈک۔ شہد کو چرانے سے مکھی۔ اور ڈانس۔ دودھ کے چرانے سے کوا۔ رس کو چرانے سے کتا اور گھی کو چرانے سے نیولے کا ہوتا ہے ؛

(۶۹) گوشت کو چرانے سے گدھ۔ چربی کے چرانے سے جل کوا۔ تیل کے چرانے سے تیل پینے والا پکشی۔ نمک کے چرانے سے چھیگا اور دہی کے چرانے سے بلا کا نام جانور کی جون میں جاتا ہے ؛

(۷۰) ریشمی کپڑے چرانے سے تیتر۔ ٹانسی کے کپڑے چرانے سے مینڈک۔ کپاس کے کپڑے چرانے سے سارس۔ گائے کے چرانے سے [illegible] اور گڑ کے چرانے سے برگد نام پکشی کی جون میں جاتا ہے ؛

(۷۱) خوشبودار چیزوں کے چرانے سے چھچھوندر۔ ساگ پات کے چرانے سے مور۔ دوسرے اناج چرانے سے گیدڑ۔ کچا اناج چرانے سے سُنگ۔ (سؤر) ہوتا ہے۔

(۷۲) اگ کو چرانے سے بگلا۔ چاج اور موسل وغیرہ چرانے سے لکڑی۔ اور رنگ دار کپڑوں کے چرانے سے ٹکور کی جون میں جاتا ہے۔

(۷۳) مرک ہاتھی کو چرانے سے بھیڑیا۔ گھوڑے کے چرانے سے شیر پھل مول قند کے چرانے سے بندر عورت کے چرانے سے بچہ پینے کا پانی چرانے سے چاتک جانور سواریوں کے چرانے سے اونٹ اور بیٹھوؤں کے چرانے سے بگلہ کی جون میں جاتا ہے۔

(۷۴) انسان کو دوسروں کا کچھ بھی اسباب چرانے اور بنا ہوم کئے کیے کو بھوجن کرنے سے ضرور ہی نیچ جون ملتی ہے۔

(۷۵) عورت بھی اسی طرح چوری کرنے سے گنہگار ہوتی ہے۔ اور اس پاپ سے ان ہی جانوروں کی مادہ بنتی ہے۔ جن کا ذکر دیا گیا ہے۔

(۷۶) چاروں ورن کے انسان بغیر آپت کے اپنے روزانہ فرائض نہ کرنے سے نیچ جون پاکر دشمنوں کی غلامی کو جھیلتے ہیں۔

(۷۷) [illegible] کرم سے جو شخص برہمن کا دھن لیتے۔ کھانے والا جو ہے اپنے کرم سے جو شخص [illegible] اور شب [illegible] کھانے والا

کرتا ہے ناکھیہ جان میں جاتا ہے۔

(۷۸) [illegible] کرنے والا [illegible] کھانے والا ہوتا ہے

پتن ہوتا ہے اسی طرح [illegible] کرنے والا [illegible] جون میں جاتا ہے

(۷۹) [illegible] پرست انسان جس قدر [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے۔ اسی قدر [illegible] میں پڑتا ہوتا ہے۔

(۸۰) اس قسم کے [illegible] کے [illegible] اس دنیا میں [illegible] جونوں میں جاکر دکھ پاتے ہیں۔

منوسمرتی کے مذکورہ بالا شلوکوں میں [illegible] کے مسئلہ کی جو تشریح

کی گئی ہے۔ وہ ایک ریشنلسٹ کے نزدیک کسی صورت میں بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔
ریشنلسٹ ایک شلوک پر اعتراض کرتا ہے۔ شلوک یہ ہے:

(۱) ۲۱ دن شلوک میں کہتے ہیں۔ گائے۔ اونٹ۔ بیل۔ گدھے۔ ہرن وغیرہ مفید جانوروں کو برہم ہتیا کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑیگا۔ کہ جب گائے بیل کی نسل ہندوستان سے ختم ہو جائے گی۔ تو شلوک جنم کے برہم ہتیا کرنیوالے انسان ہیں۔ برہم ہتیا کے مجرموں کی اس قدر تضحیک کرنا اس لئے مناسب ہے؟

(۲) ہندوستان کی آبادی اس وقت ۳۰ کروڑ ہے۔ اور پنجاب کی ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ ہے۔ اس شلوک کی موجودگی میں ان کا ختم ہو جانا یقینی ہے۔ کیونکہ گائے۔ بیل کی نسل کی ترقی کو ختم کرنے والے ہندو اپنی نسل کو ختم نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ برہم ہتیا سے بچنا چاہتے ہیں۔ اگر اس ملک میں برہم ہتیا کا جرم ہو جانے کی وجہ سے گائے بیل کا وجود ہی نہ رہ جائیگا۔ کیونکہ جب کوئی برہم ہتیا ہی نہیں کرے گا تو گائے بیل کی نسل کی ترقی کیسے ہو جائیگی اور پنجاب کی آبادی ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ کیسے ہو جائیگی؟

(۳) اگر اوگون درست ہو۔ تو گائے بیل کی نسل میں اضافہ کرنے کے لئے برہم ہتیا میں اضافہ ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس شلوک کی موجودگی میں ان لوگوں کو جو گائے بیل کی نسل کو ترقی دینے کے خواہش مند ہیں [illegible] کہ وہ برہم ہتیا کے جرم سے نہ ڈریں۔ کیونکہ کثرت سے اس ملک میں برہم ہتیا کے جرم ہوں گے۔ تبھی گائے بیل کی نسل ترقی کرے گی۔ شلوک کے ظاہر گائے بیل پیدا کرنے والے ہیں؟

(۴) اگر اوگون کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ آج کل کی نسل میں جو کمی بتائی جاتی ہے وہ گوتمی کے [illegible] برہم ہتیا سے بچنے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ برہم ہتیا کے جرم کم ہوتے ہیں۔ اس لئے [illegible] برہم ہتیا بھی زیادہ ہیں گائے بیل کی نسل بڑھتی ہے [illegible]

(۵) وہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ جب اس ملک پر غیر قوموں کا راج نہیں تھا۔ تو اس وقت اس ملک میں گائے بیل اس کثرت سے ہوتے تھے کہ دودھ اور گھی سنبھالا نہیں جاتا تھا۔ واگون کے مسئلے اور مذکورہ بالا شلوک کی موجودگی میں اس کا دوسرا نتیجہ ہی نکالنا پڑیگا۔ کہ جس وقت اس ملک میں گائے بیل کی کثرت ہوتی تھی۔ اس وقت یہاں پر برہم ہتیا بھی زیادہ ہوتی ہوگی۔ اور اسی نسبت سے برہم ہتیا سے گائے بیل کی جون میں کثرت سے جاتے ہونگے۔ اور دودھ گھی بھی سستا ہوگا۔ آجکل اگر دودھ گھی مہنگا ہے تو سمجھنا چاہئے۔ کہ اس ملک میں برہم ہتیا کم ہوتی ہے۔ جو کہ بہت خوشی کی بات ہے۔

(۶) مذکورہ بالا شلوک کے مطابق برہم ہتیا اور گائے بیل کی نسل کی کمی بیشی لازم و ملزوم ہیں۔ برہم ہتیا میں کمی ہونے سے گائے بیل کی نسل میں لازمی طور پر کمی ہوگی اور برہم ہتیا میں زیادتی ہونے سے گائے بیل کی نسل میں زیادتی ہوگی۔ اس لئے گائے بیل کی نسل میں زیادتی کرنے کے برہم ہتیا میں زیادتی ضروری ہوگی۔ کیونکہ اگر اس ملک میں برہم ہتیا رے نہیں ہوں گے تو گائے بیل کی جون میں کون جائیگا غالباً کوئی نہیں جائے گا۔

(۷) واگون کے متعلق اس شلوک کی موجودگی میں یہ بات بھی قابل غور ہوگی کہ آیا گائے بیل کی نسل میں زیادتی کرنے کے لئے برہم ہتیا کے جرموں میں زیادتی کرنی اس ملک کے لئے مفید ہوگی یا مضر؟ اس کا جواب غالباً یہی دیا جائیگا کہ برہم ہتیا میں زیادتی کرنا اس ملک کے لئے زیادہ مضر ہوگا بہ نسبت گائے بیل کی زیادتی کے ایسی صورت میں ان لوگوں کے لئے جو گائے بیل کی نسل کی زیادتی چاہتے ہیں اور وہ واگون کے بھی قائل ہیں۔ برہم ہتیا کے بھی مخالف ہیں غور کرنے کا مقام ہوگا۔ کہ وہ گوکھشا کا کام بند کر دیں۔ یا واگون کے مسئلہ کو ترک کر دیں۔ یا گائے بیل کی زیادتی کے لئے برہم ہتیا کے کام میں بھی زیادتی کی تجویز کریں۔ بہرکیف ان کے لئے یہ ایک قابل غور بلکہ حل طلب معمہ ہوگا۔

(۸) اگر واگون کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ اور اس شلوک کو بھی درست مان لیا جائے۔ تو کہنا پڑیگا کہ [illegible] زمین پر ایک بھی گائے بیل

نہیں رہے گا۔ کیونکہ یہ "برہم ہتیا" کے جرم کی بیخکنی کی علامت ہوگی۔ اگر کوئی بھی گائے بیل کی جون میں نہیں جائے گا۔

(۹) اسی طرح ۶۲ ویں شلوک میں کیڑے مکوڑوں اور غلاظت خور جانوروں کو پچھلے جنم کے ایسے برہمن قرار دیا گیا ہے۔ جو شراب نوش تھے۔ برہمنوں کی قوم صرف ہندوستان تک ہی محدود ہے۔ اور یہاں پر بھی ان کی آبادی دو ڈھائی کروڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور ان میں شراب پینے والے برہمنوں کی تعداد چند ہزار یا چند لاکھ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ مگر روئے زمین پر تو ایک طرف خود ہندوستان بلکہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبے بلکہ ایک ضلعے اور ضلعے کے بھی ایک چھوٹے سے گاؤں میں کے آدمیوں کی تعداد کروڑوں سے گزر کر اربوں اور کھربوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ خیال کرنا کہ اس گاؤں کے یہ بے شمار کیڑے مکوڑے اس گاؤں کے ایسے برہمن ہیں۔ جو پچھلے جنم میں شراب نوش تھے۔ کیسا فضول وہم ہے۔ اور پھر جن گاؤں اور ملکوں میں برہمن کا نام تک بھی نہیں ملتا۔ مگر وہاں کیڑے مکوڑے کے شمار دیکھے جاتے ہیں وہاں پر پچھلے جنم کے شراب نوش برہمن کہاں سے بھیجے جاتے ہیں؟ یا کیا وہاں پر بھنگ پینے والے برہمنوں کو کیڑے مکوڑوں اور غلاظت خور جانور جانوروں کی جون میں پھینک کر انتظام قدرت کو ٹھیک رکھا جاتا ہے یا کچھ اور انتظام ہے؟ یہ کہنا کہ کیڑے مکوڑوں کی جون میں شراب نوش برہمن ہیں۔ برہمن قوم کی سخت ہتک کرتا ہے۔

(۱۰) اسی طرح ۶۳ ویں شلوک میں مکڑی سانپ۔ گرگٹ وغیرہ کی دنیا بھی چوری کرنے والے برہمنوں کی بدولت ہی آباد بتائی گئی ہے۔ جو کہ ایک فضول اور خود ہم ہے علیٰ ہذا القیاس باقی کے شلوکوں میں بھی مختلف چیزوں کی چوری کرنے یا مختلف گناہ کرنے کی بدولت مختلف جانوروں کی جونوں کی آبادی بتائی گئی ہے مثلاً عسل موتی۔ مونگا وغیرہ چرانے سے ہیم کار جانوروں کی کونسل کی ترقی۔ دھان چرانے سے چوہوں کی نسل کی ترقی۔ کاسنی چرانے سے ہنس راج کی کونسل کی ترقی۔ پانی چرانے سے مینڈک کی نسل کی ترقی۔ شہد چرانے سے مکھیوں کی نسل کی ترقی۔

چوتھی فصل

اواگون

اور

پاپ کی ضرورت

میں اس بات پر روشنی ڈال چکا ہوں کہ اواگون کے مسئلے کو درست تسلیم کر لیا جاوے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی خطاؤں کے ہم پہنچانے کے لئے گناہ کریں۔ کیونکہ ہمارے ارد گرد کے تمام چرند۔ پرند اور حیوانات کے علاوہ گھاس پات پھل پھول۔ کندمول اور درخت وغیرہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ ہمارے ہی بھائی بند ہیں۔ جو اپنے پچھلے گناہوں کی سزا میں ان جونوں میں گئے ہیں اور ہماری خوراک بن رہے ہیں۔ گویا ایک طرح پر اس مسئلے کی موجودگی میں ہم بدترین قسم کے مردم خور ہیں کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جس مولی یا گاجر [illegible] ساگ پات کو [illegible] سے کھا رہا ہے وہ پچھلے جنم میں اس کا عزیز بیٹا یا ماں یا بہن نہیں تھے [illegible] ساگ پات کی جون میں پڑ کر [illegible] کھ سکتا کہ جس گھوڑے [illegible] سواری [illegible] کے ہنٹر رسید کر رہا ہے۔ وہ پچھلے جنم میں اس کا کوئی عزیز دوست یا پیارا بیٹا [illegible] باپ یا مہربان ماں اور بہن نہیں تھے جو کہ اپنے کسی [illegible] کی جون میں پڑ کر اس کے ہنٹروں [illegible] یا کیکر کے جس درخت کو وہ آرہ [illegible] یا کواڑ تیار کرو [illegible] رہا ہے وہ دیوار [illegible] ماں یا باپ یا بھائی بہن نہیں تھے [illegible]

دودھ چرانے سے کوؤں کی نسل کی ترقی گھی چرانے سے نیولے کی نسل کی ترقی گور و کی عورت سے بدفعلی کرنے سے گھاس پات۔ پھل۔ پھول اور درختوں کی ترقی۔ گوشت چرنے سے گدھوں کی نسل کی ترقی۔ ریشمی کپڑے چرانے سے تیتر و نکی نسل کی ترقی۔ کپاس کے کپڑے چرانے سے سارسوں کی نسل کی ترقی۔ خوشبودار چیزوں کے چرانے سے چھچھوندر کی نسل کی ترقی۔ ساگ پات کے چرانے سے بگلوں کی نسل کی ترقی چھاج اور موسل چرانے سے کڑیوں کی نسل کی ترقی۔ ہاتھی کو چرانے سے بھیڑیوں کی نسل کی ترقی۔ گھوڑے کے چرانے سے شیروں کی نسل کی ترقی۔ پھل۔ پھول کے چرانے سے بندروں کی نسل کی ترقی عورت کے چرانے سے بچھوؤں کی نسل کی ترقی۔ سواریوں کے چرانے سے اونٹوں کی نسل کی ترقی۔ دوسرے جانوروں کے چرنے سے بکروں کی نسل کی ترقی۔ الغرض منوسمرتی کے مطابق ہمارے اردگرد جس قدر درند۔ چرند۔ گھاس۔ پات۔ پھل۔ پھول۔ درخت۔ کیڑے مکوڑے موجود ہیں۔ وہ سب کے سب انسان کے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر انسان چاہتا ہے۔ کہ اس کی خورد و نوش کا یہ تمام سامان موجود رہے۔ تو اسکے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ کہ وہ اواگون کے مسئلہ کے مطابق ہر وقت بدتر سے بدتر گناہ کرے۔ تاکہ درندوں۔ پرندوں۔ چرندوں۔ گھاس پات پھل پھول درخت وغیرہ کی نسلیں قائم رہیں۔ کیونکہ اگر وہ گناہ نہیں کرے گا۔ تو اواگون کے مسئلے کے مطابق ان جونوں میں کوئی نہیں جائے گا بیل۔ بھینس۔ بھیڑ بکری۔ درخت پھل پھول اناج وغیرہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور انسان کی زندگی کا دارومدار ان چیزوں کے بغیر ناممکن ہو جائے گا اس لئے اگر انسان زندہ رہنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے تناسخ کے مسئلے کے مطابق۔ گناہ کا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس لحاظ سے اواگون کا مسئلہ بدترین مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

جون میں پھنس کر اس کے ہاتھ سے سینہ فگار ہو رہے ہیں۔ اور چیرے جا رہے ہیں۔ الغرض
اواگون یا تناسخ کے مسئلے کی موجودگی میں ہمیں اپنی تمام انسانی ضروریات کے پورا کرنے
کے لئے اپنے ہی بھائی بندوں کے گناہوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اور اس مسئلے کی
موجودگی میں دنیا کا قیام گناہ پر ماننا پڑتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ یونیورسٹی کے ایک گریجوایٹ
نے جو کہ اس سوسائٹی کا جوشیلا ممبر ہے۔ جو کہ اواگون کے مسئلے کی قائل ہے اپنی
پارٹی کے اخبار میں ایک مضمون شایع کیا تھا جو بہت دلچسپ تھا چنانچہ میں اسکو یہاں پر
نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ مضمون یہ ہے:-

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

آج جس مضمون پر میں قلم اٹھانے لگا ہوں۔ وہ مذہبی دنیا کے لئے واقعی ایک
ناخوشگوار اور نیا مضمون ہے دنیا میں تمام مذاہب کی اندرونی اور بیرونی کوششیں
پاپ یا گناہ کی ہستی کو مٹانے میں خرچ ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ سنجیدہ اور خدا رسیدہ لوگوں
نے اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے۔ کہ سکھ کی پرامن نہیں ہو سکتی جب تک پاپ کو جڑ سے
نہ اکھیڑ دیا جائے اور اس کی جگہ پن یا نیکی کا خوشنما پودا اپنی جگہ نہ پکڑے شروع دنیا سے
لیکر آج تک گناہ کے برخلاف مختلف لوگوں نے مختلف طریقوں سے جہاد جاری رکھا
ہے۔ لیکن گناہ کی زبردست اور امت طاقتوں کے سامنے انسانی جدوجہد بالکل بے سود
ثابت ہوئی ہے۔ جائے تعجب ہے۔ کہ انسانوں اور مذہبوں کی مجتمع لگاتار اور کن تھک کوششوں
کے باوجود بھی پاپ کا راج آج دنیا کے ہر ایک تختہ و طبقہ میں رائج ہے۔ اور اس کا سکہ
اور رعب ہر ایک دل پر طاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں پاپ کی حمایت
میں آواز اٹھانا خود کو مذہبی ملاؤں کے دربار میں گردن زدنی بنانا ہے لیکن میں سوقت
مذہبی یا دھارمک بحث میں نہیں پڑنا چاہتا میرا مدعا فقط پاپ کی ہستی اور اہمیت پر فلسفانہ
بحث کرنا ہے۔ اور چونکہ آپ کا اخبار آریہ گزٹ ویدک دھرم کا پرچہ ہے۔ اس واسطے

میں ویدک دھرم کے عقائد کے مطابق ہی آج آپ کے اور آپ کے ہم مذہب فلاسفروں کے سامنے پاپ کی ضرورت کا سوال پیش کرتا ہوں۔ امید ہے سخن سنج اصحاب میری تحریر کو فقط مجذوب کی بڑ تصور فرماتے ہوئے میرے سوال کا سنجیدگی اور معاملہ فہمی سے جواب دیکر مشکور فرماویں گے

اواگون کیا ہے؟

اصول تناسخ ویدک دھرم کی جان ہے اور یہ اصول کرموں کے مسئلے پر مبنی ہے۔ کرموں کے متعلق ویدک سدھانت یہ ہے کہ انسان کرم کرنے میں سوتنتر ہے اور پرماتما موت کے بعد اس کی روح کو اس کے کرموں کے مطابق دوسرے قالب میں بھیج دیتا ہے۔ ان مختلف قالبوں میں سب سے برتر اور افضل قالب انسان کا سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے منش یونی از بس کوششوں اور نیک اعمالوں کا نتیجہ ہے اور اس قالب میں جو روح اگر برے کرم کی مرتکب ہوتی ہے اس کو پرماتما سزا دیکر دوسرے نیچے درجے کے قالب میں بھیج دیتے ہیں۔ گویہ امر صاف ہے۔ اور جس پر ہر ایک ہندو اور [illegible] یقین ہے کہ دنیا میں تمام جاندار پرماتما کے قید خانے ہیں۔ جس میں خدا [illegible] قیدیوں کو اپنے خدائی قانون کے مطابق خاص حالت اور مدت تک بند کر دیتا ہے۔ اور ہم [illegible] سنتے ہیں کہ جو ذی روح ہم کو صفحہ زمین پر نظر آتے ہیں۔ یہ سب گنہگار ہیں اور اپنے [illegible] کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ خیال ہے جو ہندو مذہب کے عقائد کا [illegible] طور پر ایک سوچنے والے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ساری سرشٹی [illegible]

دنیا پاپ کا ظہور ہے

میرے ادنیٰ خیال میں اس انوکھے سوال کا جواب مثبت میں ملے گا کیونکہ [illegible] کرم اور اواگون کی رو سے دنیا میں تمام جاندار انسان۔ گھوڑا یا ہاتھی چڑیا سانپ کیڑا [illegible] غرضیکہ درخت اور [illegible] [illegible]

تو آج اُن مختلف تالبوں کے بندی خانوں میں مبتلا نہ ہوتیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں اگر روحیں پاپ نہ کرتیں۔ تو دنیا میں آج اتنی جاندار ہستی ہم کو دکھائی نہ دیتی۔ تھوڑی دیر کے لیئے خیال فرما دیں کہ اگر آج دنیا میں ہر ایک انسان یک لخت پاپ کرنا چھوڑ دے۔ اور حیوان اور دیگر چھوٹے جانور جو چوراسی لاکھ طرحوں سے قید میں سڑ رہے ہیں۔ اپنی اپنی سزائیں بھگت کر آزاد ہو جائیں۔ تو دنیا کا کیا نظارہ ہوگا۔ ویدک دھرمی صاحب جھٹ جواب دے دیں گے۔ کہ بس سب مکت ہو جائیں گے لیکن اس جواب سے ان پر ایک اور زبردست اعتراض عائد ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ویدک نیم کے مطابق جب پرلے کے بعد سرشٹی اپتی ہوگی تو اس وقت پرماتما کس کے لئے اس طرح سے سرشٹی کو پیدا کریں گے۔ تاکہ مکت آتمائیں اپنی نجات کی محدود میعاد ختم کر کے پھر سنسار میں منش یونی کو دھارن کریں گی۔ اچھا اب ذرا اس وقت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لاؤ جس وقت۔

خدا کے قیدی

یعنی بیل۔ گائے۔ بھینس۔ گھوڑا۔ ہاتھی اور دیگر چوراسی لاکھ جانور جو ہر زمانے میں حضرت انسان کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ بالکل موجود نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دنیا میں درخت و سبزیات تک نظر نہیں آئیں گے کوئل کی میٹھی آواز مینا اور طوطے کی شیریں باتیں۔ بلبل کے دلسوز ترانے اور گائے کا شیریں دودھ۔ میٹھے آم لیچی انگور سنگترے لوزیات جتنی غرضیکہ سب انسانی ضروریات صفحہ دنیا سے مفقود ہو جائیں گی یہ سب خیال میں لاکر اس مضمون کو مطالعہ کرنیوالے صاحب گر چند منٹ اپنے تصور میں ایسی دنیا کا اور ذرا دیر کے لئے نظارے کا لطف اٹھائیں۔ تو اُن کو پتہ لگ جائے گا کہ دنیا محض ایک خشک جنگل ہوگی جہاں چند بھٹکتی ہوئی انسانی روحیں تڑپ تڑپ کر اپنی جان دیدیں گی افسوس کہ پرماتما کا سب سرشٹی نیم اُن کی آن میں ملیامیٹ ہو جائیگا۔ اور پرماتما اپنے ہی دشمن کے انوکھے کرشمہ کی وجہ سے قاصر رہ جائیں گے۔ نہ کرم ہوں گے نہ کرموں کا پھل دینے والا۔ نہ بابا ہوگا نہ بیٹا۔ ستیارتھ اور چاند حصہ سے سوکھی زمین

پر نگاہیں ڈال کر اُداسی سے آہیں کھینچینگے۔ اور آفتاب بیچارہ بھی اپنا سا منہ لیکر [illegible]
کھڑا رہا کرے گا۔ نہ رعایا ہوگی نہ خدائی بادشاہت غرض کہاں تک بیان کیا جائے۔ یہ
افسانہ بڑا دردناک ہے۔ اس لئے ہم قدرتی طور پر اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں۔ نہ خدائی
بادشاہت دنیا کی ہستی۔ انسانی کاروبار تیرے خوشگوار اور دلربا نظارے قائم
رکھنے کے لئے۔

پاپ انسانی زندگی کا ضروری جزو ہے

دوسری قسم

ایک متلاشی از [illegible]

(آریہ گزٹ)

مذکورہ بالا مضمون جو کہ یونیورسٹی کے ایک [illegible] سے لکھا گیا ہے
بہت معقول مضمون ہے۔ [illegible] مضمون پر صرف [illegible] دینا چاہتا ہوں کہ
مضمون نگار نے ایک ویدک دھرمی کے خیال کرنے کر پاپ کی عدم موجودگی کو مکتی کی شرط
فرض کرلیا ہے۔ حالانکہ پاپ کی عدم موجودگی سے مکتی لازمی نہیں ہے [illegible] ویدک دھرمیوں
کا اعتقاد ہے۔ کیونکہ اگر [illegible]
[illegible]
[illegible] ویدک دھرمیوں [illegible]
[illegible] پاپ [illegible] اس قالب [illegible]
[illegible] سیدھی مکتی کی [illegible]
کیونکہ ان کے نزدیک پاپ ایک منفی فعل ہے [illegible]
مثال ایسی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صاف کرنے کے ساتھ ہی ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر لیگا۔ جوؤں کا صاف کرنا ایک
منفی فعل دھرم ہے۔ مگر ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے اس کو مثبت فعل یا مثبت دھرم
میں ترقی کرنی پڑیگی اور سالہا سال تک کوشش جاری رکھنی ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک
شخص ان تمام گناہوں سے بن کر کوئی دھرم کہا جا سکتا ہے۔ بچا رہتا ہے تو اس کا
نتیجہ یہ نہیں ہوگا کہ وہ محض گناہوں سے بچا رہنے سے مکتی حاصل کر لیگا گناہوں سے
بچنا کوئی مثبت دھرم نہیں ہے۔ بلکہ جوؤں سے بچنے کی طرح محض منفی دھرم ہے اور
مکتی حاصل کرنے کے لئے مثبت دھرم کی ضرورت ہے جن میں سے ایک شرط ترقی گیان
مکتی گیان یا معرفت ہے۔ اب فرض کرو کہ دنیا کے تمام انسان کوئی گناہ نہیں کرتے
نہ وہ شراب پیتے ہیں نہ بھنگ۔ نہ زناکاری کرتے ہیں نہ چوری۔ نہ جوا کھیلتے ہیں۔ نہ
ٹھگ ودیا کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے تمام گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔ تو اس صورت میں
ان کی مکتی نہیں ہو جائے گی بلکہ ان گناہوں سے بچے رہنے کی صورت میں ان کی پوزیشن
گھاس پات کیڑے مکوڑوں کتے۔ گدھوں گھوڑے۔ بیلوں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں کیونکہ
ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی چوری چکاری۔ شراب نوشی۔ ٹھگ ودیا وغیرہ کے گناہ گھاس
پات یا حیوانات میں بھی عموماً موجود نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان گناہوں سے مبرا ہیں مگر جیسے کوئی ریڈ
دھرمی ان حشرات الارض کو جو کہ انسانوں کی طرح گناہ نہیں کرتے یہ نہیں کہیگا کہ وہ اس
قسم کو چھوڑ کر مکت ہو جاویں گے ویسا ہی اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ اگر تمام انسان اس قسم
کے گناہ کرنے چھوڑ دیں۔ تو ان کی مکتی نہیں ہو جائیگی۔ بلکہ وہ کسی قدر گھاس پات یا حشرات الارض
کی طرح بے اندازہ زندگی بسر کرنے والے بن جائیں گے۔ مکتی کی تحصیل کے لئے ان کو
بھی کرم کانڈ اور گیان و معرفت کی تحصیل کی ضرورت رہے گی۔ اور ان کو بدستور اس
زمین پر انسانی شکل میں انسانی ضروریات کے ساتھ موجود رہنا پڑے گا اور ان کو بدستور
سابق کھانے پینے۔ اوڑھنے کی چیزوں کی ضرورت رہے گی۔ مگر جس صورت میں کہ
انسان میں سے کوئی انسان سے گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔ کہ جس کی پاداش میں وہ
گھاس پات پھل پھول یا درختوں کی بوٹیوں میں بھیجا جائے تو اس صورت میں عالم نباتات کا

جو کہ انسانی زندگی کے قیام کے لئے لازمی چیز ہے خاتمہ ہو جائے گا۔ اور انسان ملتی کے دروازے تک پہونچنے سے پیشتر ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اس طرح تمام دنیا کا قطعی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں "اواگون" کا چکر چلانے والا خدا بھی غالباً "اواگون" کے مسئلہ پر نادم ہو کا قابل مضمون نگار کے مضمون پر اس قدر نوٹ دینے کے بعد میں اب اس مضمون کو بھی یہاں پر نقل کر دینا چاہتا ہوں۔ جو کہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے ایک پروفیسر پنڈت کی قلم سے نکلا ہوا بتایا جاتا ہے اور وہ مفصلہ ذیل ہے۔

کیا دنیا میں پاپ کی ضرورت ہے

گزشتہ پرچے میں ایک مضمون "دنیا میں پاپ کی ضرورت" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جس کا مختصر جواب نیچے دیا جاتا ہے۔

متذکرہ بالا سوال کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر دنیا میں پاپ موجود نہ ہو۔ تو نہ ہمارے کھانے کے لئے بنسپتی وغیرہ ہوں۔ اور نہ دودھ پینے کے لیے گائے وغیرہ کیونکہ یہ سب اپنے اپنے گناہ کے باعث ان فاموں میں داخل ہوئے ہیں۔ جب دنیا میں پاپ ہی نہ رہا تو یہ بھی نہ ہونگے۔ اور پھر ہماری زندگی کیسے کٹے گی؛

دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ دنیا کی ساری شان و شوکت انسان سے بھن جیوؤں کے نہ ہونے سے ملیامیٹ ہو جائے گی جواب یہ ہے۔ کہ اول تو یہ بات ہی خیالی ہے۔ کہ دنیا سے پاپ بالکل مفقود ہو جائے۔ متلاشی صاحب خود اس بات کے مقر ہیں کہ باوجود انسانوں اور مذہبوں کی لگاتار کوششوں کے بھی پاپ کا راج آج دنیا کے ہر ایک تختہ و طبقہ میں رائج ہے؛

تو پھر یہ خیال کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ پاپ کسی وقت [illegible] گا۔ جب ایسا ہو نہیں سکتا تو بنسپتی اور نہ دوسرے جانور [illegible] زمین کی شان بدستور قائم رہیگی لیکن اگر خیالی طور پر [illegible] خالی ہو جائیگی۔ تو ہم کو ایسے سنہری وقت کا خوش آمدید خوشی سے [illegible]

دیتی ہے۔ اس دودھ کے آگے جو مکھن نکلتا ہے۔ اس میں جو تت ہیں۔ وہ سب اس دودھ
کے اندر موجود ہیں۔ پس اگر مکھن زمین کے سارے تت گھاس میں کھڑے ہوئے ہیں اور گھاس
کے سارے تت زمین۔ ہوا۔ روشنی اور پانی میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔
کہ مکھن زمین سے نکلتا ہے۔ اس کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم یہ لکھ دیتے ہیں کہ
گھاس کا بیج ایک کل ہے۔ زمین میں سے ان اجزاؤں کو اکٹھا کرنے کی اور گائے ایک
کل ہے۔ اس میں سے دودھ کے نتوؤں کو الگ کرنے کی۔ اور آگے دودھ سے مکھن
کے نتو علیحدہ کرنے کی سیدھی سادی پرتیکش کل ہے۔ پس اگر کوئی بھی گنہگار دنیا میں
موجود نہ رہے اور سب کے سب دھرماتما بن جائیں۔ تو منش اس اعلیٰ ترقی کے [illegible] پر پہنچ
جائے گا۔ کہ اگر وہ اسی خوراک کی ضرورت سمجھے۔ جیسے کہ اب [illegible] ایسی
مشینیں یا کلیں ایجاد کر لیگا۔ جس سے بغیر گھاس بننے کے بغیر دودھ بننے کے زمین سے
ہی مکھن کے اجزا جدا کر سکے۔ زمین میں سے ہی آٹے کے [illegible] علیحدہ کر سکے۔ اس سے
آٹا بنا سکے۔ اور اگر سچ پوچھو تو دنیا پاپ سے بچنے کے لئے پیچھے ترقی کرتی ہے۔ مگر
ایسی مشینیں ایجاد کرنے میں پہلے ترقی کرتی ہے۔ چنانچہ اب ایسی مشینیں ایجاد ہو
ہیں۔ جن کے ذریعہ سیدھا بنولوں سے مکھن نکالا جاتا ہے۔ جنس کو کھلانے کی ضرورت [illegible]
سے ہٹا دی گئی ہے۔ اس لئے اگر ایسی حالت ہو کہ دنیا میں پاپ کا نام موجود نہ رہے۔
تو دوسری ترقی دنیا میں ساتھ ہی آ جائے گی۔ جو ساری انسانی ضروریات کو پورا
کر سکے گی لیکن اصل بات تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں پاپ پن کا حساب ہمیشہ اسی طرح
رہتا ہے پاپ کا ناش کبھی نہیں ہوتا۔ ست جگ وغیرہ میں جہاں شری رام چندر ایسے دھر
ماتما دیوتا تھے۔ وہاں راون ایسے راکشش بھی موجود تھے۔ لیکن چونکہ پاپ بذات خود
ایک بری چیز ہے۔ اس لئے اس کے دور کرنے کی بھی کوشش کرنی واجبی ہے
اگر آج تک مذہبی دنیا اس پاپ کے برخلاف کوشش نہ کرتی تو پاپ جس صورت
میں آج کل دنیا میں موجود ہے۔ اس سے کئی [illegible] ہوتا۔ [illegible]
جو تباہی۔ جو آفت۔ جو ذرا چار جو قتل و غارت اور [illegible]

ہی نسان کو نیک بناتا یا دیتے۔ کہ ہر ایک کو اپنا سوارتھ پیارا ہوتا ہے۔ اور اس سوارتھ
کی خاطر انسان پاپ میں مبتلا ہوتا ہے اگر لوگوں کو پاپ پن کا بھیان نہ ہو۔ تو ہر ایک اپنے
سوارتھ کے لئے دوسرے کی جان تک لے لینے کی بھی پرواہ نہ کرے۔ یہ دھرم ہی
ہے جو لوگوں کو مریادا میں قابو رکھتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کی ضرورت ہے کہ
پاپ کے برخلاف جہاد کیا جاوے ؛

"راقم منشی نولکشور"

(ریویو گزٹ ۲۰ اگست ۱۹۰۷ء)

ڈی۔ ایے۔ وی کالج کے گریجویٹ، ویدک کالج کے ایک پروفیسر پنڈت کے
ان مضامین کو پڑھ کر ہمیں کہ کر اس بات کا اقبال کرنا پڑتا ہے۔ کہ پنڈت صاحب کا مضمون
فعلی تو "تسلی بخش" ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس مضمون سے ایک گریجویٹ، مہ نگار کی کوئی
تسلی ہو گئی ہوگی۔ مگر اس سے اس کی تسلی ہو گئی ہو۔ تو میں کہوں گا کہ وہ ایک رسیلسٹ
ہے تو کوئی رسیلسٹ [illegible] کیوں کر کے [illegible]
دیدوں سے [illegible] قدم [illegible] ہے۔ خاموش ہو گیا۔ رسیلسٹ
اس قسم کے دقیے جذبات سے بیع و اعلے ہو کرتے ہیں۔ وہ ادنیٰ جذبات تعصبات
کا شکار نہیں ہوتے دکھنا چاہئے۔ کہ پروفیسر صاحب موصوف نے جو جواب دیا
ہے وہ کہاں تک معقول ہے۔ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ دنیا گناہ کا
ویرانہ نہ بنے۔ فرض کرو کہ [illegible] زمین پر گناہ نہ ہے۔ تو پھر انسان دوسری مخلوق
کے [illegible] کوئی زمین پر گناہ نہ ہے۔ تو پھر انسان دوسری مخلوق
ہے کا پروفیسر
صاحب کا یہ استدلال اس صورت میں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا جب کہ یہ تسلیم کیا جاوے
کہ کائنات کے [illegible] کبھی بھی ایسے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ جن کی پاداش میں عالم
کائنات کا [illegible] دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً مہابھارت کے بارھویں ادھیائے کے ۶۴ دین
شلوک سے [illegible] پاپ پھل پھول کی مول [illegible] وغیرہ غرضیکہ عالم نباتات
[illegible] عورت کے ساتھ [illegible] کے گناہ کا نتیجہ مانا گیا ہے

یہ ایک ایسا گناہ ہے۔ جو روئے زمین پر شاذ و نادر ہی کسی جگہ سرزد ہوتا ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عالم نباتات عالم حیوانات سے لاکھوں گنا بڑا ہے۔ اور عالم نباتات کے افراد کی تعداد انسانوں کی آبادی ہے تو کروڑوں کیا بلکہ اربوں کھربوں بلکہ بے شمار گنا زیادہ ہے۔ اگر ایک منٹ کے لئے یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ دنیا کے جتنے بالغ یا نابالغ مرد ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے گوروؤں کی عورتوں کے ساتھ بدفعلی کے مرتکب ہوتے ہیں جو کہ ناممکن امر ہے، تو بھی دنیا کی کل مرد آبادی ایک ارب سے کم ہے۔ اس حساب سے روئے زمین پر ایک ارب سے کم گھاس پات پھل پھول۔ کندمول اور درخت ہونے چاہئیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ زمین کے چند گز لمبے چوڑے ٹکڑے میں گھاس کے پودوں کی تعداد اربوں چھوڑ کھربوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس قدر جیو جو گھاس پات کی جون میں اپنے گوروؤں کی عورتوں سے بدفعلی کرنے کی سزا میں قید کئے گئے ہیں۔ یہ کہاں سے آ گئے؟ پروفیسر صاحب اس کا یہ جواب دیں گے۔ کہ یہ دوسرے زمینوں سے یہاں آئے ہیں۔ مگر جب پروفیسر صاحب سے اس کا ثبوت مانگا جائے گا۔ تو وہ خاموش ہو جائیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر گورو کی عورت سے بدفعلی کرنے کی پاداش میں ہی عالم نباتات قائم ہے۔ تو اس قسم کے گناہ اس زمین پر تو شاذ و نادر ہی سننے میں آتے ہیں مگر فرض کرو۔ کہ ان شاذ و نادر ہونے والے گناہوں کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں سوسمرتی کا مذکورہ بالا شلوک کے مطابق عالم نباتات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جب عالم نباتات نہ رہا۔ تو انسان بیکار ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف ایک گناہ کی معدومیت کا نتیجہ ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ باقی ..... تمام گناہ بھی معدوم ہو جائیں گے۔ اور انسان مکتی پا جائے گا۔ اور کھانے پینے کے جھگڑے سے چھوٹ جائے گا۔ مگر میں صرف اتنا کہتا ہوں۔ کہ فرض کرو دنیا میں باقی ..... تمام گناہ ہوتے ہیں۔ ڈی اے وی کالج بھی جاری رہتا ہے اور پروفیسر صاحب بھی اس میں پڑھانے کا کام کرتے ہیں اور دنیا کے دیگر تمام کارخانے بھی جاری رہتے ہیں لیکن ایک گناہ یعنی گورو کی عورت سے بدفعلی کرنا زمین پر سے معدوم ہو جاتا ہے اور چونکہ اس گناہ کی بدولت ہی عالم نباتات

قائم ہے اس گناہ کی بیخکنی کے ساتھ ہی عالم نباتات کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ اب پروفیسر صاحب بتائیں کہ وہ کیا کھائیں گے اور کیسے زندہ رہیں گے۔ پروفیسر صاحب اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم ایسی کلیں ایجاد کر لیں گے۔ جو ریت اور مٹی کو کھانے پینے کی شکل میں تبدیل کر دیا کریں گی۔ یہ ایک طفل تسلی ہے مگر میں کہتا ہوں۔ اگر اواگون درست ہے اور منو کا یہ شلوک بھی درست ہے۔ کہ اپنے گورو کی عورت سے بدفعلی کرنے والا شخص گھاس پات درختوں کی جون میں جاتا ہے۔ تو ہندوستان کی ساڑھے اکتیس کروڑ کی آبادی میں سے شاید ایک درجن ایسے مجرم نکلیں گے۔ جو اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں۔ اس حساب سے ایک درجن درخت یا گھاس پات ہندوستان میں ہونے چاہئیں اس بات کو بھی جانے دیجئے۔ لاہور کی آبادی یا خاص ڈی۔ اے۔ وی کالج کی آبادی کو ہی لے لیجئے۔ غالباً ڈی۔ اے وی کالج کے طالبعلموں یا اس کے پروفیسروں میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہوا ہوگا جو اس گناہ کا مرتکب ہوا ہو۔ اس صورت میں ڈی۔ اے۔ وی کالج کے احاطہ میں جو بیشمار گھاس اور کثرت سے درخت اُگے کھڑے ہیں۔ وہ پچھلے جنم کے کونسے گورو کی عورت کیساتھ بدفعلی کرنے والے انسان ہیں۔ جو منو کے قول کے مطابق اس جون میں گرفتار ہوئے ہیں اور ڈی۔ اے کالج کے طالبعلموں اور پروفیسروں کے سامنے اپنے وجود سے ایک بری مثال پیش کر رہے ہیں۔ کیا یہ انصاف ہے کہ اس قسم کی بدفعلی کرنیوالوں کو پرماتما ان لوگوں کی زمین پر پیدا کرے۔ جو کہ ایسے گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ کمال محنت سے تعلیمی کام کر رہے ہیں۔ اور کیا یہ انصاف ہے۔ کہ اس زمین پر تو اس قسم کی درد انگیز انگلیوں پر گنی جا سکتی ہوں لیکن اس زمین کے عالم نباتات کو قائم رکھنے کے لئے پروفیسر صاحب کے خیال کے مطابق پرماتما دوسری زمینوں کے آدمیوں کو گھاس پات کی جون میں اس زمین پر پیدا کر دیتا ہو۔ تاکہ یہ زمین آباد رہے۔ اور کیا دوسری زمینوں میں گورو کی عورتوں سے بدفعلی کرنیوالے ہی انسان آباد ہیں۔ کہ وہ بیشمار گھاس پات۔ درخت پھل پھول کی جون میں پڑ کر اس زمین کیطرف بھاگے آ رہے ہیں اور یہ کمبخت درخت اس زمین کے باشندوں کے سامنے اپنے وجود سے یہ مثال پیش کر رہے ہیں۔ کہ دیکھو! ہم نے اپنے گورو کی عورت سے ایسا فعل کیا تھا

اور پھر اس زمین کے باشندے بھی کیسے ڈھیٹھ اور بے شرم سمجھنے چاہئیں۔ جو ایسے مجرموں کی بیخ بوکر ان کی ترقی کرتے ہیں۔ اور ان کو کھا کر زندہ رہتے ہیں۔ ان تمام باتوں سے قدرتاً یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کہ اگر اوگون کا مسئلہ درست ہے تو یقیناً دنیا میں پاپ کی ضرورت ہے اگر دنیا سے پاپ دور ہو جائے۔ تو دنیا تباہ ہو جائے گی مگر چونکہ اوگون کا مسئلہ ایک گندہ مسئلہ ہے۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا کو پاپ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اوگون کی قسم کے بہبودہ اور مضر توہمات سے نجات پانے کی ضرورت ہے ؛

پانچویں فصل

روائون

اور

سکھ دکھ کی فلاسفی

اس بات پر بحث کرنے کے بعد کہ "اوگون" کے مطابق دنیا کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے بدترین سے بدترین پانچوں پاپوں کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ میں اس بات پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انسانی سوسائٹی کے اختلافات کو یا اس کائنات میں عالم نباتات۔ عالم حیوانات اور عالم انسان کے درمیان جو حد فاصل ہے۔ اس کو اوگون کے ماننے والے عموماً اور سوامی دیانند خصوصاً کیونکر عبور کرتے اور اس تفاوت کی کیا وجہ بتاتے ہیں اور وہ وجہ ایک تشلیسٹ کے نزدیک کہاں تک قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ مختصر الفاظ میں ان کی پوزیشن یہ ہے۔ کہ دنیا میں جو کچھ اونچ نیچ کا فرق دیکھا جاتا ہے اس میں نظام قدرت کی کوئی خوبی موجود نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ ان گناہوں کا نتیجہ ہے۔ جو کہ روح اپنے گزشتہ جنم میں کرتی ہے ایک "اوگون" شخص ہاتھ کی پانچوں انگلیوں میں جو چھوٹائی بڑائی دیکھتا ہے۔ وہ اس کو اس کے صانع کی پیر زحکمت دانائی کی طرف منسوب نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ اس کا یہ نتیجہ اخذ کرے گا۔ کہ ہاتھ کے انگوٹھے نے ضرور کوئی گناہ کیا تھا جس کی سزا میں وہ بالی

انگلیوں سے موٹا اور بھدا بنایا گیا ہے۔ اور کہ ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی نے اپنے پچھلے
جنم میں کسی کے ہاں سے نمک کی چوری کی ہوگی۔ جس کی سزا میں وہ اتنی چھوٹی سی بنائی گئی
ہے اور کہ ہاتھ کی سب سے بڑی انگلی نے اپنے پچھلے جنم میں ضرور کسی برہمن کو عمدہ کھانا کھلایا
ہوگا جس کی جزا میں وہ باقی کی دیگر انگلیوں سے بڑی بنائی گئی ہے حالانکہ ایک رشیشٹ ہاتھ
کی انگلیوں کے تفاوت سے اس قسم کا نتیجہ اخذ کرنے کی بجائے سیدھا اس بات پر پہونچیگا
کہ اگر ہاتھ کی تمام انگلیاں انگوٹھے کی طرح موٹی اور یکساں لمبائی ہوتیں۔ جیسے کہ بیل یا اونٹ
کے کھر یا گھوڑے۔ گدھے کے سم ہوتے ہیں۔ تو وہ اس فرض کو کسی صورت میں بھی پورا نہ کر سکتیں
جس کیلئے کہ قدرت نے انسان کے پُر از حکمت ہاتھ کو وضع کیا تھا۔ اسی طرح ایک "واگونی"
شخص اپنے پاؤں کو ہاتھوں کی نسبت ادنیٰ جان کر نتیجہ نکالیگا۔ کہ پاؤں نے پچھلے جنم میں ضرور
کوئی ایسے گناہ کئے تھے جن کی سزا میں ان کو نکیلا درجہ دیا گیا۔ اور آنکھوں نے ضرور ایسے
اچھے اعمال کئے تھے جن کی جزا میں ان کو سر میں جگہ دی گئی اور پاخانہ اور پیشاب کے اعضا
نے اپنے پچھلے جنم میں ضرور کوئی ایسی بری حرکات کی ہوں گی جن کی سزا میں ان کو
گندگی کے خارج کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ اور ان کو نیچ بنایا گیا۔ مگر ایک رشیشٹ انسان
کے جسم پر نظر مار کر اس کے کسی بھی عضو کو نیچ نہیں دیکھے گا۔ بلکہ وہ یہ نتیجہ نکالیگا کہ قدرت نے
پاؤں کو جس فعل کے لئے وضع کیا ہے۔ وہ ایسا ہی ضروری اور عظیم الشان ہے۔ جیسا کہ وہ فعل
جس کے لئے کہ قدرت نے آنکھوں کو وضع کیا ہے۔ وہ پاخانہ اور پیشاب کے اعضا کو ناپاک
یا گندہ یا ادنیٰ درجے کے اعضا نہیں مانے گا بلکہ وہ جسمانی نظام میں ان کو بھی ویسا ہی
ضروری اور قابل وقعت سمجھے گا۔ جیسا کہ دل کو ضروری سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایک عضو کا کام
تمام جسم کے اندر خون صاف کرنا روانہ کرنا ہے۔ اور دوسرے عضو کا کام مفید اجزا کو علیحدہ
کر کے فضلے کو خارج کر دینا ہے۔ ایک اور گونی شخص کو اس پُر از حکمت مشین کے پرزوں
کا تفاوت پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ نظر آتا ہے۔ اور وہ اس نمائش کو گناہ کا
بدل سمجھتا ہے جو کہ اس کے پچھلے جنم کے فسق و فجور اور مختلف قسم کی بدکاریوں کی بدولت
ظہور میں آیا ہے۔ مگر ایک رشیشٹ اس نہایت ہی عمدہ مشین کے پرزوں کے

تفاوت کو اس کے موجد یا صانع کی صنعت پر ایک بین دلیل سمجھتا ہے اسی طرح ایک اواگونی شخص کیڑوں مکوڑوں۔ درختوں۔ پھولوں اور دیگر اسی قسم کے اشیا کو روح کے پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ مان کر ان کو دکھ کی مجسم تصویر سمجھتا اور ان سے نفرت کرتا ہے۔ مگر ایک ریشنلسٹ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ کیڑے اور ادنےٰ سے ادنےٰ گھاس کے تنکے کی ہستی کو بھی نظام کائنات کی مشین کا ایسا ہی اہم پرزہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ وہ اعلےٰ درجے کے انسان کو اس مشین کا پرزہ مانتا ہے۔ اور وہ گھاس کے تنکے یا ادنیٰ سے کیڑے کی ہستی کو کسی گناہ کا نتیجہ قرار نہیں دیتا۔ بلکہ ایک عظیم الشان صناع کی پُر از حکمت صناعی کی طرف منسوب کر کے اس کی ماہیت کو سمجھنے کی طرف توجہ دیتا ہے۔ الغرض ایک اواگونی شخص نظام کائنات کے مختلف صیغوں اور اس عظیم الشان مشین کے مختلف پرزوں کے اختلاف کو بدترین سے بدترین گناہوں کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور وہ ایک طرح پر ایک قدیر و عزیز صناع کی قدرت بلکہ اس کی ہستی تک سے بھی منکر نظر آتا ہے۔ اور وہ اس قدر کاہل اور سست الوجود ہے۔ کہ اس اختلاف یا تفاوت کی خوبیوں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے کی بجائے وہ ان دو لفظوں میں کہ یہ سب کچھ پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے نظام کائنات کی تمام پیچیدگیوں پر پانی پھیر کر ایک نکھٹو کی طرح بیٹھ جاتا ہے "اواگونی شخص" کی پوزیشن کو سمجھنے کے بعد اب اس بات کے جاننے کی کوشش کرنی چاہئے کہ سوامی دیانند ہمارے سامنے "اواگون" کو ایک ریشنل مسئلہ بنانے کے لئے جو دلائل پیش کرتا ہے وہ کہاں تک قابل تسلیم ہیں۔ اور وہ دنیا کے مختلف صیغوں اور اس مشین کے مختلف پرزوں میں تفاوت کی کونسی معقول وجہ بتاتا ہے۔ اور وہ سکھ دکھ کے معمے کو کیونکر حل کرتا ہے۔ سوامی دیانند کی پوزیشن کو سمجھنے کیلئے ہمیں ایک دفعہ پھر ستیارتھ پرکاش کی ورق گردانی کرنی چاہئے۔ چنانچہ سکھ دکھ کی فلاسفی یا اواگون کے مسئلے پر بحث کرتا ہوا سوامی دیانند سوال و جواب کے پیرایہ میں لکھتا ہے:

سوال۔ ایک جنم [illegible] منصف ہو سکتا ہے جیسے

[illegible]

اور بڑے درخت لگاتا ہے کسی کو [illegible] اور کسی کو غلاظت [illegible]

پڑھاتا ہے۔ مالک اپنی چیز کو جس طرح چاہے رکھے۔ اس (ایشور)
کے اوپر کوئی بھی دوسرا انصاف کرنے والا نہیں ہے جو اس کو سزا
دیسکے یا ایشور کسی سے ڈرے ؟

جواب - چونکہ پرماتما انصاف چاہتا اور انصاف کرتا ہے اور بے انصافی
کبھی عمل میں نہیں لاتا۔ اس وجہ سے وہ قابل پرستش اور بڑا ہے۔ جو انصاف
کے برخلاف کرے وہ ایشور ہی نہیں۔ اور جسطرح مالی بلا وجہ معقول اسے
میں یا بے موقع درخت لگانے سے ناقابل قطع کو۔ قطع کرنے سے بڑھانے
کے لائق کو بڑھانے لائق کو نہ بڑھانے سے قابل اعتراض ہوتا ہے اسی
طرح بے موجب کارروائی کرنے سے ایشور کو عیب لگتا ہے پرمیشور پر
انصاف سے کام کرنا لازم آتا ہے کیونکہ وہ طبعًا پاک اور منصف ہے اگر
دیوانہ وار کام کرے۔ تو دنیا میں اچھے، نسران عدالت سے بھی فرد جرم نہ
پر بے تو قیر ہو جاوے کیا اس دنیا میں لیاقت کی عمدہ کارگزاریوں کے بغیر
دینے والا اور بداعمال کے بغیر سزا دینے والا قابل مذمت اور بے وقعت
نہیں ہوتا۔ نظر برین حالات ایشور بے انصافی نہیں کرتا۔ اور اسی لئے
وہ کسی سے نہیں ڈرتا ؟

سوال - بڑے چھوٹوں کو یکساں ہی سکھ دکھ ہے۔ بڑوں کو بڑی
تشویش اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ مثلاً کسی ساہوکار کا مقدمہ ایک لاکھ روپے
کا عدالت میں ہو۔ تو وہ اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر گرمی کے وقت کچہری
جاتا ہے۔ اس کو بازار میں سے گزرتا دیکھ کر نادان لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو
کاپھل دیکھو ایک پالکی میں آنند کے ساتھ بیٹھا ہے۔ اور دوسرے بیچارے
پہنے اوپر نیچے تپش سے جل رہے ہیں۔ اور پالکی کو کھینچے جاتے
ہیں۔ مگر عقلمند لوگ دیکھکر اس بات کا خیال کرتے ہیں۔ کہ جو ان بیچاروں
کی زندگی آئی ہاتی ہے۔ بھوگ کر کے دار [illegible]

اور اندیشہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور کہاروں کو خوشی ہوتی جاتی ہے۔
جب کچہری پہونچتے ہیں تب سیٹھ جی اِدھر اُدھر جانے کا فکر کرتے ہیں۔
کہ وکیل کے پاس جاؤں یا سررشتے دار کے پاس۔ آج ہاروں گا یا جیتونگا۔
نہ جانے کیا ہوگا اور کہار لوگ تمباکو پیتے آپس میں بات چیت کرتے ہوئے خوش
خوش آرام سے سو جاتے ہیں سیٹھ جی اگر جیت جائیں۔ تو کچھ تسکین ہوتی ہے۔
ورنہ ہار جاوے تو گویا دکھ کے سمندر میں ڈوب گئے۔ اور کہار جیسے کی تیسے
رہتے ہیں۔ اسی طرح جب راجہ خوش نما اور ملائم بچھونے پر سوتا ہی۔ تو بھی اسکو
جلدی نیند نہیں آتی۔ اور مزدور کو کنکر پتھر مٹی، اور اونچی نیچی جگہ پر بھی فی الفور
نیند آجاتی ہے پس ہر جگہ یہی سمجھو۔

جواب - یہ نادانوں کی سمجھ ہے۔ اگر کسی ساہوکار سے کہیں کہ تو کہار
بن جا۔ اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار بننا
نہیں چاہتے۔ اور کہار ساہوکار بننا چاہتے ہیں۔ اگر سکھ دکھ برابر ہوتا۔ تو
اپنی اپنی حالت چھوڑ کر دونوں نیچا یا اونچا بننا نہ چاہتے۔۔۔۔ اندریں
صورت پچھلے جنم کے پُن پاپ کے مطابق موجودہ جنم ہے۔ اور موجودہ
اور گزشتہ جنم کے اعمال کے مطابق آئندہ جنم ہوگا۔"

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۹)

مذکورہ بالا عبارت میں سوامی دیانند نے جو مثالیں پیش کی ہیں۔ وہ اگرچہ پچھلے جنم کے اعمال کو ثابت
کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ لیکن ان مثالوں سے اس کی بات کی تردید ہو جاتی ہے جبکہ
وہ خداوند قدوس کو ایک باغبان سے تشبیہ دیکر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ جس طرح ایک باغبان
پر بے موقع و بے محل درخت بونے سے عیب لگتا ہے۔ اسی طرح خداوند قدوس بھی
دیوانہ وار کام کرے تو اس کی ذات پر عیب لگجائے گا۔ ایک ریشنلسٹ اس بات کیساتھ
بالکل اتفاق کریگا۔ مگر وہ شخص جو اسبات سے "اواگون" کا مسئلہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اس کا
لازمی فرض ہے کہ وہ خداوند قدوس کی کائنات میں سے گھاس کے ایک تنکے تک کو بھی بیموقع

و بے محل یا فضول ثابت کرے چونکہ وہ ایسا نہیں کرتا اور نہیں کر سکتا۔ اس لئے ماننا
پڑتا ہے۔ کہ نظام کائنات جس طریقہ پر چلایا جا رہا ہے۔ اس میں خداوند قدوس کی کمال دانائی
اور حکمت کام کر رہی ہے اور کہ اس میں پچھلے جنم کے گناہوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اسی طرح
سوامی دیانند نے اپنی دوسری مثال میں جن الفاظ میں سکھ دکھ کے معمے کو حل کیا ہے۔
وہ ایک حد تک مغالطہ آمیز ہے کیونکہ وہ ایک ساہوکار کی دولت کو پچھلے جنم کے "پن اور
پاپ" کا نتیجہ مانتا ہے حالانکہ اس کی دولتمندی اس کے پرستار تھا یا محنت کا پھل ہے۔ اگر یہ
پچھلے جنم کے پن پاپ کا نتیجہ ہوتا۔ تو چاہئے تھا۔ کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا اس کے ساتھ
دولت کے بورے بھی بندھے بندھائے ساتھ پیدا ہوتے۔ تاکہ اس کو اس جنم میں پرشارتھ
کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان کا بچہ خواہ دولتمند کے گھر میں پیدا ہو
خواہ ایک گھسیارے کے گھر میں پیدا ہو وہ بالکل ننگ دھڑنگ پیدا ہوتا ہے۔ اور
وہ اپنے پچھلے جنم کے اعمال کا ثمرہ دولتمندی یا شان و شوکت کی شکل میں
اپنے ہمراہ لے کر نہیں آتا۔ کیونکہ سب اوقات دیکھا جاتا ہے۔ کہ جن خاندانوں یا انسانوں
کو "اواگون" لوگ پچھلے جنم کی سزا کی بدولت ادنیٰ درجے کا مانتے ہیں۔ ان خاندانوں
میں ایسے لعل پیدا ہوتے ہیں۔ جو انسانی تواریخ کے آسمان پر چمکدار ستاروں کی جگہ لیتے
ہیں نپولین بوناپارٹ ایک معمولی گھر میں پیدا ہوا تھا۔ ایسا معمولی گھر جو ایک "اواگونی"
کے اعتقاد کے مطابق نپولین کے پچھلے جنم کے کرموں کی سزا کے لئے
جیلخانہ سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر کیا وہ گھر اس کے لئے جیلخانہ ثابت ہو گا۔ نہیں
نپولین شہنشاہ بنا۔ اور ایک دنیا نے اس کے سامنے سر جھکایا۔ اگر کومویل
ایک معمولی گھر میں پیدا ہوا۔ امریکہ کی سلطنتہائے متحدہ کے کئی پریذیڈنٹ
کفش دوزوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے خود سوامی دیانند ایک ایسے خاندان
میں پیدا ہوا تھا۔ جو اواگونی نقطۂ خیال سے کوئی اعلیٰ خاندان نہیں تھا۔
بلکہ ایک ایسا بے بضاعت و حقیر خاندان تھا۔ کہ پچاس سال کے
عرصے کے اندر [illegible]

یا پہاڑوں پر اُگنے والے درخت ہوتے تاکہ وہ آنند سے زندگی بسر کرتے منوسمرتی کے بارھویں ادھیائے کے ۴۶ ویں شلوک میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنے گورو کی عورت سے بدفعلی کرتے ہیں وہ گھاس پات، پھولوں کی بیلوں اور درختوں کی جونی میں جاتے ہیں اسی ادھیائے کے ۷۹ ویں شلوک میں کہتا ہے:

"جو متوسط درجے کے سنسکار کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ وہ جیوگیہ کنیا سے پیدا کئے جانے والے بالک ویدک منتر اور برہمن وغیرہ کے علم اور وقت کے علم کے واقف محافظ اور گیانی ہوتے ہیں۔ ان سنسکاروں یعنی جنکی خدمت سدھی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ یہ استادوں پر فیسروں کا جنم پاتے ہیں اور استیارتھ پرکاش:

اب ان دونوں شلوکوں کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک پروفیسر جو ستوگن کا نتیجہ ہے۔ کسی صورت میں بھی یہ آنند کر سکتا کہ وہ ایسی جونیوں میں بھیجا جاوے جو کہ گورو کی عورت سے بدفعلی کرنے کی سزا میں ملتی ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دیانند سے دیانند کالج کا ایک پروفیسر جو دیانند ہی کے ہم سلسلے کی ڈگری پائے ہوئے ہو۔ انسانی زندگی سے اس قدر بیزار ہے کہ وہ عجیب قسم کے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:

کاش میں پھول ہوتا

"میرے دن کا ایک بڑا حصہ شہر کے تاریک اور غلیظ حصہ میں گزرتا ہے۔ پرماتما کی خوبصورت سرشٹی پر جو بہتات سے بدنما دھبہ ڈالا جا سکتا ہے۔ اس کا نمونہ یہ حصہ ہے۔ چلتا ہوں۔ تو خیال رہتا ہے۔ کہ اوپر سے کسی طرف سے غلاظت سر پر گرے گی، اور کپڑوں کو ناپاک کر دے گی نیچے زمین پاخانہ اور لوٹ کو خراب کرتی ہے جو ہوا ان جگہوں اور بازاروں میں ہے۔ وہ میونسپل کمیٹی کے انتظام کے باوجود بیماری کی وجہ سے بس سڑتی ہے۔ کہ ناک سے ہاتھ ہٹانے کو جی نہیں چاہتا۔ مجبوراً ہاتھ ہٹاتا ہوں کہ منہ بھی بند کیوں نہ ہو اس باوجود انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے یہ بھی خیال

HL 2048

رہتا ہے۔ کہ باقی لوگ جنہوں نے اس ہوا کو سانوں سونگھ کر ہی ہوئے ہیں جس کو
کھو دیا ہے۔ اور اس پہلو میں مجھ سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔ میری ناک بہت زیادہ
اور نازک مزاج ہونے کا شکن کریں گے۔ کیونکہ آجکل فرض کا نازک ہونا نہیں بلکہ بعد ہونا
قابل فخر بن گیا ہے۔ ادھر ادھر سے جو آوازیں آتی ہیں وہ ایسی کرخت ہوتی ہیں ایسی
ناشائستہ ہوتی ہیں۔ کہ کان بند کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ بھی بہتر ہیں کہ ہاتھ لو
تو کپڑے سنبھالنے اور ناک کا انتظام کرنے کے بعد کانوں کے لئے ہاتھ ہی نہیں بچتے
گر کسی طرح اس کام کے لئے بچا بھی لیتا ہوں۔ تو وہی بدبو رائے کا ڈھال ہوتا ہے
آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔ کیونکہ شہر کی گلیوں اور بازاروں میں اتنی تیزی سے اور اتنے
لوگ حرکت کر رہے ہیں۔ کہ جب تک اندھے بھکاریوں جتنی مشق نہ ہو جائے
چین ناممکن ہوتا ہے۔ آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور ٹھوکر کھانی دیتا ہے
دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح سانپ شہر کا حدود اربعہ بیان کرنے کے لئے یا وطن
میں گھروں کا بیان ضروری ہے۔ اسی طرح شہر کے ہر نیک حصے کے لئے حدود بیان
کرنے کے لئے ضروری ہے کہ میں اپنا نوٹ بک لکھتا ہوں۔ لیکن میری ساری
ندبیں مصیبت کا شکار ہوتی ہیں۔ ناک مجبور ہوتی ہے
کرخت اور ناشائستہ آوازیں سنتے ہیں۔ آنکھیں میلے
دیکھنے پر مجبور ہوتی ہیں ایسی حالتوں میں
سکھی اپلیدھی کر سکیں؟

شہر سے باہر نکل کر جنگل کا راستہ لیتا ہوں یا مرغزار میں بیٹھ جاتا ہوں
آنکھ دیکھتی ہے کہ قسم کے لئے کا شان دکھائی نہیں دیتا۔ ہوا صاف
آلودگی کا بھی نشان نہیں ہوتا۔ جب شہری گیوں کی عفونت
مقابلے سے باہر کی ہوتی ہے
آوازیں یہاں سنائی دیتی ہیں

دھڑکتا ہے۔ یہ [illegible] میدان [illegible]
ایک طرف [illegible]
شہری انسان کے [illegible]
[illegible] سے جھوم [illegible]
کاش میں پھول ہوتا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میری زبان [illegible]
[illegible]

کاش میں پھول ہوتا

[illegible]
کا جوبن ہو۔ جوبن اور خوبصورتی صحت کا نتیجہ [illegible] مجھے عطا کیا تھا میں نے اس کی
طرف سے [illegible]
مقابلے میں کیا ہیں [illegible]
عمل میں میں نے جسم کو دھن اکٹھا کرنے کے [illegible]
کھینچنے [illegible] گاڑی کے [illegible] لگا دیا [illegible]
نہیں [illegible]
[illegible]
نہیں اگر [illegible] دیا۔ تو وہ میری حالت [illegible]
نسبت میں [illegible] جسم کی غلاظت [illegible]
جوبن کا [illegible]
لوگ مجھے دیکھ کر خوش [illegible]

کاش میں پھول سوتا

[illegible]

کاش میں پھول ہوتا

پھول کا راستہ

بدفعلی کی ہے۔ اور کہ "اواگون" کے اصول کے مطابق کوئی شخص بھی کسی جون میں اس وقت تک نہیں پھینکا جا سکتا جب تک کہ وہ بھی قابل نفرت فعل نہ کرے گویا جب وہ بھی کسی جانور کی جون میں نہ آ جائے۔ اس کے فائدوں اُسکی بے ایمانی اور اُسکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کر رکھتا ہے۔ تو بے اختیار اُس کے دل کے اندر سے یہ آواز آتی ہے "کاش میں پھول ہوتا"۔ کاش میں پھول ہوں!! کاش میں پھول ہوتا!!! اگر پھول کی جون درحقیقت ایک دکھ کی جون ہوتی۔ یا وہ ایک بدترین فعل کا نتیجہ ہوتا تو ایک اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان جو "اواگون" کے مسئلے کو مانتا ہے کبھی بھی پھول کی جون میں جانے کی خواہش نہ کرتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پھول پتی درخت سبزہ زار وغیرہ کسی بدترین گناہ کا نتیجہ نہیں ہیں نہ ہی وہ دکھ کی جونیں ہیں۔ بلکہ وہ پتی ہی جگہ پر اس سے زیادہ آرام اور فائدہ رسانی کی زندگی بسر کرتے ہیں جس قدر کہ انسان بسر کرتے ہیں ایسی صورت میں یہ کہنا کہ انسان کی جون تو سکھ کی جون ہے اور باقی جس قدر جانے ہیں وہ پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ بدترین دکھ کی جونیں ہیں بہایت ہی بیہودہ اور لغو خیال ہے اور یہ فضول وہم دکھ اور سکھ کی ناہنسی کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

چھٹی فصل

اواگون

اور

باطل پرستی

اواگون کا وہم کیسا فضول وہم ہے۔ اس کے متعلق [illegible] پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ وہ جو لوگ اس بدترین اعتقاد [illegible] باطل پرستی کا شکار ہوتے ہیں۔ اُن کے سامنے جس قسم کی [illegible] بزرگ یا رشتہ دار کی روح کسی حیوان کی جون [illegible]

درست تسلیم کر [illegible] کے ماننے والوں کو
دھوکہ دے سکتے ہیں اور خود بھی دھوکا کھا سکتے ہیں [illegible]
ایک شخص [illegible]
کہانی سنائی [illegible]
ایک چھوکرا [illegible] کا بچہ [illegible]
اس بچے میں [illegible]
ذکر کیا [illegible]
بچے کی [illegible]
[illegible]
ہوگئی [illegible]
پایا۔ لڑکی گھر میں بھولی [illegible]
[illegible]
پایا۔ [illegible]
اس کہانی کو سنا [illegible]
میں خاموش ہو گیا لیکن [illegible] جب کہ میں [illegible] دیکھتا ہوں [illegible]
[illegible]
[illegible] بعض لوگ [illegible]
نہیں [illegible]
جن کو [illegible]
درج کیا ہے [illegible]

۱۔ آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی!

[illegible]

جب چند روز [illegible] کہ ہر شام
[illegible] کے گھر [illegible]
[illegible]
[illegible] لوگوں کو [illegible] کہ ایک [illegible]
کی عورت ساکن [illegible] کسی جان پہچان سے گھر [illegible]
پنج سالہ پوتا [illegible]
فلاں مر گئے [illegible] پھر [illegible] نے بیان کیا [illegible]
[illegible]
کیا ہو [illegible]
[illegible] کے [illegible] کر [illegible]
کے گھر [illegible] پہچان کر
[illegible]
[illegible] استعمال [illegible]
[illegible] کلیات [illegible] صفحہ ۹۹
اس کہانی کو نقل کر [illegible] کوئی شخص یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اگر [illegible] درست نہیں ہے۔
تو آدمی کا [illegible] آسانی سے
گھڑی جا سکتی ہیں [illegible] کی طرح
[illegible] آسانی سے [illegible]
ذریعہ بڑی آسانی سے [illegible]
[illegible] لوگوں کے سامنے
[illegible] کے [illegible]
[illegible] دوسری کہانی
نقل ہے جو کہ [illegible] ہے:

۲۔ مکند برھمچاری کا قصہ

"نقل ہے۔ کہ ایک برہمن مکند برھمچاری نام ہمایوں بادشاہ کے زمانے میں اپنے طریقے پر دھرم کرم اور پوجا پاٹھ کیا کرتا تھا وہ آخری سال سمت ۱۵۱۵ بکرمی مطابق ۹۴۸ ہجری شہر پریاگ میں جس کو کہ آج کل الہ آباد کہتے ہیں۔ آیا اور ترہنی کے کنارے پر جہاں کہ دریائے گنگا اور جمنا ملتے ہیں۔ آگ روشن کر کے اپنے مذہب کے قاعدے کے مطابق اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیئے۔ بعد ازاں خود بھی آگ میں کود کر خاکستر ہو گیا۔ اس نیت سے کہ اس کی نیاز خداوند قادر کی درگاہ میں قبول ہوئے۔ اور وہ دوبارہ انسانی قالب میں پیدا ہو۔ اور ہفت اقلیم کی بادشاہت حاصل کرے۔ ..... اور چونکہ جلال الدین اکبر بادشاہ بھی اُن ہی ایام میں پیدا ہوا تھا۔ کہتے ہیں بلکہ بعض لوگوں کا یہ اعتقاد بھی ہے۔ کہ اس مکند برھمچاری کی روح نے اکبر کے قالب میں حلول کر لیا ہے اور اس نے اپنی آرزو کے مطابق اس جہان میں پیدا ہو کر ہندوستان کی بادشاہت حاصل کر لی ہے۔ راقم الحروف نے حساب کی رو سے دریافت کیا ہے۔ کہ وہ دن جبکہ اس برہمن نے اپنے آپ کو آگ میں جلا دیا تھا۔ ۲۷ جنوری ۱۵۴۳ء ۱۰ شوال ۹۴۸ھ کے مطابق تھا۔ اور اکبر بادشاہ کی ولادت ۵ رجب ۹۴۹ھ کو وقوع میں آئی آٹھ ماہ اور ۲۶ روز اس واقعہ کے بعد پس اگر ہندو لوگ جو تناسخ کے قائل ہیں۔ اس واقعہ کو درست تسلیم کر لیں۔ تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ بچہ ماں کے رحم میں ۹ ماہ اور بعض اوقات اس سے کم عرصہ تک ٹھہرتا ہے۔ اور یہ واقعہ مدت مقررہ سے صرف چار روز کم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(مفتاح التاریخ صفحہ ۹۰ و ۹۸)

اس کا ایک صریح ثبوت یہ ہوا کہ اکبر دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ نماز
کو چھوڑ مسدھ گائیتری کرنے لگا۔ محمد کہ نام ہی جگہ مہابلی نام رکھا گیا۔ گاؤکشی
کی ممانعت۔ گوشت خوری سے نفرت ہوگئی۔ داڑھی کے ساتھ اسلام کو
بھی سلام کر دیا۔ تناسخ کا قائل ہو گیا۔ پیشانی پہ چندن کا ٹیکہ
لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندو مسلمان ہوگئے تھے۔ گردد واپس آنا چاہتے۔ تو
پرائشچت اور شدھی کا دروازہ کھول دیا۔ گھوڑے۔ گھوڑی اور سور ہاتھی اور جانور
ہیں ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو۔ کہ مست نہ کرے۔
دارالسلطنت دہلی کے پہندرہ ہزار کنوؤں دریا سمیت بھر کر دیا۔ (کلیات آریہ
مسافر صفحہ ۵۹)

مذکورہ بالا کہانی جو اکبر کے اخلاق و کردار کے چند پہلوؤں کو بگاڑ دیتی ہے۔ تاکہ کہ مسند و
اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو نیچا دکھانے میں کامیاب ہو سکے کسی صورت میں بھی
تناسخ کے مسئلے کو ثابت نہیں کر سکتی۔ اس قسم کی کہانیوں کو سنا سنا کے سنکر لوگ اکبر بادشاہ
کی پالیسیوں سے ہمیشہ لگ سے لیکن ہندو راجے جو تناسخ کے قائل تھے۔ وہ اکبر بادشاہ کے
اس قدر گرویدہ ہو گئے۔ کہ اپنی جان و مال کے علاوہ انھوں نے نہایت ہی مسرت سے
اکبر بادشاہ کو اپنی دامادی میں لے کر اپنی عزت میں اضافہ کیا اور اکبر بادشاہ نے بھی
ان کے تالیف قلوب کے لئے مذہبی نقطہ نظر سے دنیا بھر کی بہترین بیٹیوں کو
اکبر بادشاہ کی زنانہ میں داخل ہونے کا نقطہ خیال تھا۔ مذہبی نقطہ خیال
سے اور نہ ہی اس میں تنگ نظری تھی۔ کہ اکبر بادشاہ تک اپنے پورے نقطہ نظر میں
کامیاب بھی ہو گیا۔ کیونکہ اس قسم کی شادیوں کو جو اکبر نے ہندو راجاؤں سے اکبر
بادشاہ کے بارے میں ہندو کی تھیں ہندوؤں کی ممانعت کے پیش کرنے
والے خواص بات کی دلیل سے کہ ہندوؤں نے کہا گیا ہے۔ کہ
جس کو اس قسم کے تو بات کے سہارے کی ضرورت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ
ایک جھوٹ کو سہارا دینے کے لئے پچاس جھوٹ گھڑنے پڑتے ہیں۔

تناسخ کے ایک وہم کو درست ثابت [illegible] دیگر توہمات کا شکار ہونا پڑتا ہے چنانچہ ثبوت تناسخ کا مصنف [illegible] جو دیگر قصے کہانیاں نقل کرتا ہے [illegible]

۳۔ لید اور یزید کا قصہ

[illegible] ... [illegible] حج [illegible] ایک خشکی پر [illegible] لید کی لید کرنے کے بعد [illegible] پیدا ہوا۔ اور اپنا بدن جھاڑنے [illegible] اس کو [illegible] ہاتھی [illegible] پالیسویں روز [illegible] مجھے یہ عذاب قیامت کے [illegible] (کلیات [illegible] صفحہ ۲۰)

۴۔ گوہ کا قصہ

[illegible] گوہ نے حضرت کی پیغمبری [illegible] حضرت نے فرمایا [illegible] عرش [illegible] رحمت ہے۔

۵۔ اونٹ اور بکری کا قصہ

ایک گدھا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔ وہ گدھا بھی عربی لوٹتا تھا۔ اور سوال و جواب کیا کرتا تھا۔ اور جب حضرت سواری کی نیت سے گدھے کے پاس آتے۔ تو وہ اسلام علیکم کہتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جعفر کبھی مسلمان ہو چکا تھا اور دین اسلام سے بے لغت تھی۔ (کلیات آریہ مسافر)

۶۔ پہاڑ کا قصہ

(روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ کہ عقیل نے بیان کیا۔ کہ میں ایک سفر میں حضرت کے ساتھ تھا۔ حضرت سے میں نے اپنی پیاس کا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جا اور اس پہاڑ سے کہہ۔ کہ رسول خدا کہتا ہے۔ کہ مجھ کو پانی دے۔ میں نے بموجب فرمائے حضرت کے عمل کیا۔ پہاڑ مجھ سے باتیں کرنے لگا۔ اور کہا۔ حضرت کی خدمت میں عرض کر۔ کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرو اور بچو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ میں اتنا رویا ہوں۔ کہ مجھ میں پانی نہیں رہا (کلیات آریہ مسافر)

۷۔ کھجور کے ستون کا قصہ

(صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ مسجد کے ایک ستون سے جو کھجور کی لکڑی کا تھا۔ تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب ممبر تیار کیا گیا۔ حضرت ممبر پر تشریف لائے۔ وہ ستون ایسا [illegible] چلانے لگا۔ گویا ابھی پھٹ جاتا ہے۔ حضرت ممبر سے اترے۔ اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا۔ تب وہ ستون اس طرح سے رونے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اسے پیار کر کے رونے سے چپ کرا دے۔ اور وہ روتا رہے۔ آخر وہ ستون خاموش ہوا آپ نے

فرمایا۔ کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتے۔ اس سے غم سے رونے لگا تھا۔ اگر یہ واقعات بوے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان کی صحت پر ایمان ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ تمام حیوانات و جمادات مذکورہ بالا پچھلے جنم کے ضرور مسلمان ہیں اور شامت اعمال سابقہ سے اب ان قالبوں میں متناسخ ہوئے ہیں ؛"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۸)

مذکورہ بالا تمام قصے کہانیاں "ثبوت تناسخ" کے مصنف نے تناسخ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ "ثبوت تناسخ" کا مصنف ان تمام قصے کہانیوں کو دل سے جھوٹا مانتا تھا۔ ... کیونکہ وہ ان لغو باتوں کا قائل نہیں تھا۔ بلکہ وہ بہت سے نئی روشنی کے مسلمانوں کی طرح ان کو وہم باطلہ مانتا تھا اب جو شخص اپنے دعوے کے ثبوت میں ایسی باتوں کو پیش کرتا ہو جن کو کہ وہ دل سے جھوٹ مانتا ہے۔ اور ان کی صداقت کا قائل نہیں ہے۔ اس سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا اپنا دعوے کہاں تک مضبوط ہے اس کی مثال جیسے ایسی ہے۔ کہ ایک جھوٹ کے سہارے کے لئے پچاس جھوٹ اور کھڑے کرنے پڑتے ہیں۔ مگر جھوٹ پھر بھی اپنی ٹانگوں کے بل کھڑا نہیں ہو سکتا یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ اس قسم کے فضول قصے کہانیاں بعض ایسے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے نزدیک کوئی سند ہو سکتی ہوں۔ جو کہ "اوگونی" لوگوں کی طرح اس قسم کے اوہام باطلہ کا شکار ہوں۔ لیکن ایک متدین ریشنلسٹ کے نزدیک جیسے "اوگونی" کا مسئلہ محض جھوٹ اور وہم ہے۔ ویسے ہی اس مسئلے کے ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی جو کہانیاں پیش کی جاتی ہیں وہ بھی محض جھوٹ ہیں۔ اور ایک ریشنلسٹ کے نزدیک کسی صورت میں بھی سند نہیں ہو سکتیں۔ اور جب ایک ریشنلسٹ کسی "اوگونی" شخص کو "اوگون" کے وہم کو درست ثابت کرنے کے لئے دوسرے اوہام باطلہ کی آڑ لیتے دیکھتا ہے۔ تو وہ اپنے اس دعوے کی بڑے زور دار الفاظ میں تائید پاتا ہے۔ کہ "اوگون" کا وہم بدترین قسم کی باطل پرستی ہے ؛

ساتویں فصل

اواگون

اور

چندس ٹلسمے

[illegible]

ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے:-

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعلقات پر کیا تو [illegible] کہ ایک شخص کی ماں اپنے بیٹے کو جنم دے کر
اُسوقت مر جاتی ہے [illegible] سے ۹ یا ۱۰ برس کی ہوتی ہے۔ [illegible]
وہ اُسی وقت [illegible] لڑکی کی شکل میں نمودار ہوتی ہے [illegible]
[illegible] پہلے جنم کا بیٹا
[illegible] سوکھ [illegible] جاتے ہیں۔ اور دونوں کی
شادی ہو جاتی ہے جس وقت وہ [illegible] کے مطابق جو کہ [illegible]
[illegible] کا عمل [illegible] میں مشغول ہوتے
ہیں۔ تو کسی خاص وجہ سے [illegible] چکشو بصیرت [illegible] ہوتے ہیں۔ اور اُس کو پتہ
لگتا ہے کہ وہ پچھلے جنم میں اپنے [illegible] جس کے [illegible] وہ اس وقت [illegible]
کا سنسکار کرنے میں مشغول [illegible] تھی۔ اور وہ اس نوجوان کو جنم دے کر بلکہ
اس کی عمر ۹ یا ۱۰ سال کی تھی۔ مر گئی تھی۔ وہ اپنے اس گیان کا پرکاش اپنے [illegible]
خاوند یا پہلے [illegible] پر کرتی ہے۔ [illegible]
سے منع کرتی ہے مگر وہ [illegible] بلکہ [illegible] کے منہ پر ایک چپت رسید
کر دیتا ہے۔ اور اس کو بولنے سے منع کر دیتا ہے۔ لیکن اپنے بیٹے کو اس
گناہ کے فعل سے باز رکھنے کے لئے اپنے پچھلے جنم کے بہت [illegible]
[illegible] بالکل درست
نکلتے ہیں مگر وہ پھر بھی اپنی نالائقی سے باز نہیں آتا۔ اس کے بعد وہ عورت
اپنے اڑوس پڑوس اور گلی محلے میں شور مچاتی ہے [illegible] واقعات
کی بنا پر اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ میں پچھلے جنم میں اس نوجوان کی
جو کہ اب میرا خاوند ہے۔ ماں تھی۔ اور میں نے [illegible] پلایا تھا۔ لیکن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کرشنیا نے ادھی کر کے ڑ یا ہے کہ ۔ کہ وہ اگون دیو سے لوٹا کر مگر
"کرشنیا سے کہتا ہے کہ بھیا! یہ تیرے پہلے جنم کے بیٹے کی امانت ہے کہ یہ تمہاری
میری بیوی تھا۔ اور میرے بھی کسی پچھلے پاپ کا یہ نتیجہ ہے کہ اس نے مجھے بانجھ
بیٹی کا عادی بنا دیا۔ یہ تو ہمارے لیے نادان ہے ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ بوڑھے کی باتیں
سن کر کرشنیا بھی یہ کہہ دیتی ہے کہ ماں باپ بن کر ہم اس میں ہمارا کیا قصور ہے یہ تو تمہاری
ہماری قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں سے دونوں یہ جانتے ہوئے بھی
کہ پچھلے جنم میں ان کا تعلق بیٹی اور باپ کا تھا۔ اگون کے کہنے کی وجہ سے بطور میاں
بیوی کے رہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سب ہوا ہے۔ کہ اگون کو رہنے والی سوسائٹی
اس نے بنائی ہے کرے گی۔ یا ان دونوں باپ بیٹی کو ان کے پچھلے جنم کے
کے سپرد کر کے الگ الگ میاں بیوی ہونے کی اجازت دے گی یا ان کو
الگ الگ کر دے گی۔

(۳) [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible]
بھی چلی جاتی ہے۔ اگر اس کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اگون اگونوں کا گھوڑے
بدھے۔ اونٹ۔ بیل۔ خچر کی سواری کرنا ایک سخت مکروہ فعل ہوتا ہے کیونکہ
نہیں کہ جس بیل کو ایک [illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] گھوڑی کی [illegible]
متن میں کاٹے [illegible]
ن "اگونی" شہزادی کی پہلے جنم کی ماں ہے۔ [illegible] کبھی [illegible]
[illegible] پہلے جنم کی عزیز بیٹی ہو اگر اگون کے مسئلے کو
[illegible] کے [illegible]
جاوے کہ ماں۔ ماں ہوتی ہے دونوں کو بیٹی ہوتا چاہیئے ۱۱۵ کی پیٹھ [illegible]
[illegible] ہزار ہا مستر گھوڑوں۔ گدھوں [illegible]
[illegible] [illegible]

فضول ہو جاتے ہیں در انسانی سوسائٹی کی ترقی [illegible]

(۴) سوامی دیانند اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ مرد و عورت کی روح نباتات میں بھی چلی جاتی ہے۔ مگر اس کو درست سمجھ کر دیا جائے تو اس میں کوئی شخص کو کیا عجب مولی شلغم۔ گوبھی۔ گنا۔ آلو۔ کچالو۔ ساگ۔ پات وغیرہ [illegible] کرنا تعجب نہیں۔ کہ جس مولی یا گاجر کو کھایا جائے اس میں کوئی شخص کمار ہے [illegible] اس کی ماں کی روح ہی موجود ہو۔ [illegible] نیچے رکھ کر اس کے [illegible] ہو۔ محل ہے۔ [illegible] اس کے بڑھے دادا کی روح ہی بیٹھی ہو۔ کہ جس نے [illegible] اور کوئی [illegible] اگر تو ان چیزوں میں [illegible] باپ دادا دادی کی روح بھی کہیں موجود نہ ہو۔ لیکن چونکہ وہ روح شوشپتی یا گہری نیند میں ہوتی ہے اور اسکو دکھ سکھ کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے نباتات یا گھاس پات کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر سوال یہ روح کے سکھ دکھ محسوس کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ وہ روح ایک [illegible] دیانند کے خیال کے مطابق اس کے بیٹے باپ یا ماں کی روح ہے۔ وہ اس روح نے اس کے عقائد کے مطابق [illegible] گائے یا مولی کا جسم اختیار کیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک انسان کا جسم رکھتی تھی سوال یہ ہے۔ کہ [illegible] باپ ماں کے جسم کو کھانے والے [illegible] مولی کی شکل میں ہو۔ خواہ گائے اور انسان کی شکل میں ہو۔ یہ دیانند [illegible] شخص تیار ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا جس وقت اس کی میز پر یا اس کی رکابی میں ایک [illegible] یا گھی میں [illegible] رکھا جاتا ہے۔ تو بتوسط دیانند [illegible] کے [illegible] ہوتی ہے یا نہیں کہ ممکن ہے یہ آلو یا شلغم وہی [illegible] مرحوم باپ یا ماں کی روح کا جسم ہو جس کو کہ [illegible] جانے کے بعد اپنے بداعمال سزا میں اختیار کیا ہو۔ کیا میں اپنے ماں باپ کے بھنے ہوئے [illegible] ہوئے جسم کو کھا سکتا ہوں؟ اگر وہ ایک دیانند [illegible] تو [illegible]

اور جس عورت یا مرد نے اس کے مرحوم والدین کی روحوں کے جسم کو اس طرح ابالا اور بھونا ہوگا وہ اُن کے ساتھ دنگہ کرنے پر آمادہ ہو جائے گا لیکن اگر وہ اپنے اعتقاد میں پختہ نہیں ہے۔ تو وہ آلو۔ کوہی شلغم وغیرہ سبزیات کے کھانے کے لیے خواہ وہ اس کے عزیز و اقارب کی روحوں کے جسم ہی کیوں نہ ہوں۔ کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ لیگا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اوگون کا مسئلہ انسانوں کو کسی حالت میں بھی دیانت دار نہیں بنا سکتا کیونکہ اگر اوگون کے ماننے والے دیانتدار ہو جائیں۔ تو میں انکو ساگ پات پھل پھول۔ کند مول وغیرہ تمام سبزیات اور اناجوں سے ہاتھ دھو لینا پڑتا ہے۔

(۵) سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش میں لکھتا ہے:۔

"اس کے بعد پرمیشور اس جیو کے پاپ پن کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خوراک جسم کے سامانوں کے ذریعے سے دوسرے کے جسم میں انیشو۔ کی تحریک سے داخل ہوتا ہے۔ بعد داخل ہونے کے سلسلہ وار منی میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم اختیار کر کے باہر آتا ہے۔ اگر اعمال عورت کا جسم حاصل کرنے کے لائق ہوں۔ تو عورت کے جسم میں اور مرد کا جسم حاصل کرنے کے لائق ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اور حمل کے ٹھہرنے کے وقت عورت اور مرد کے جسم میں ہوا ... کے برابر ہونے کی ... ست مخنث پیدا ہوتا ... تیار ہونا پرکاش سمولاس ۹)

سوامی دیانند کے مطابق تو مرد اور عورت کے جسم کا مذکر و مؤنث پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے ... بلکہ کہ مخنث کے جسم کو حمل اور منی کے برابر ہونے کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ اگر سوامی دیانند کی باتوں کو درست تسلیم کر لیا جاوے۔ تو دوسرا ... اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ ... پچھلے جنم کے

"یہی ترکیب جب جب گربھادھان کا فعل ۔ تب کرنی مناسب ہے۔
جب مہینے بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھہرنے کا یقین ہو جائے۔
تب سے ایک برس تک عورت مرد ہم بستر کبھی نہ ہوں۔ کیونکہ ایسا
نہ ہونے سے اولاد عمدہ اور دیگر اولاد ویسی ہی ہوتی ہے" (ستیارتھ
پرکاش صفحہ ۱۲۰)

اگر بچہ کا [illegible] جنم حاصل کرنا اس کے پچھلے جنم کے [illegible] سال کا ہی نتیجہ
مان لیا جائے۔ تو والدین کو [illegible] کوششوں کی کوئی ضرورت نہیں [illegible] جن کی کہ سوامی دیانند
[illegible] کرتا ہے۔ مگر [illegible] ہے۔ کہ بچہ کے جسم کا برا یا [illegible] ہونا اس کے والدین سے [illegible]
[illegible] ایک بچہ [illegible] یا لولا [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] کی وجہ کو اس معصوم کے
پچھلے جنم کے گناہوں میں نہیں ڈھونڈنا چاہئے بلکہ [illegible] ہونے کی
وجہ کو والدین کی ان لغزشوں [illegible] احتیاطیوں میں ڈھونڈنا چاہئے [illegible]
[illegible] حمل کے دنوں میں [illegible] والدین بچے کے
حمل کے ہونے کے [illegible] احتیاطیوں سے [illegible] نتیجہ
یہی ہوگا کہ بچہ تندرست اور صحیح [illegible]
جو لوگ کہتے ہیں کہ والدین [illegible] کی سزا بچے کو [illegible]
اگر ایک ڈاکو ایک دھرماتما شخص کے [illegible] تو اس کا یہ کہنا کہ دھرماتما شخص کو
[illegible] کے فعل کی سزا [illegible] حماقت ہے [illegible]
[illegible] کے فعل کی سزا نہیں [illegible]
[illegible] ڈاکو ذمہ دار ہے۔ نہ کہ وہ دھرماتما شخص [illegible] والدین [illegible]
[illegible] حرکات [illegible] اور
[illegible]
[illegible] کی بدولت [illegible]
والدین [illegible] حرکات [illegible]

نہیں ہے۔ بلکہ والدین کا قصور ہے خود سوامی دیانند منو کا حوالہ دیکر ایک جگہ پر لکھتا ہے۔
"جو خاندان نیک عمل سے گرا ہوا ہو نیک آدمی جس میں نہ ہوں ویدکی تعلیم
سے منحرف جسم پر بڑے بڑے بال۔ یا جن میں بواسیر تپ دق۔ دمہ کشی
مرض مرگی۔ برص۔ پتنی سفید یا گلت کوڑھ ہوں۔ ان خاندانوں کی
لڑکی یا لڑکے کے ساتھ بیاہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ سب عیوب اور امراض
بیاہ کرنے والے خاندان میں بھی برابر کر جاتے ہیں۔ اس لئے اچھے خاندان
کے لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں بیاہ ہونا چاہئے"

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۴)

اگر اوگوں کے سکلپ کے مطابق بچہ اپنے پچھلے جنم کے اعمال کے ساتھ
سے برا یا بھلا جنم حاصل کرتا ہے۔ تو مذکورہ بالا بیماریوں والے خاندانوں
میں شادی کرنے کی کیوں ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ جب بچے کو تو اس کے اعمال
کے مطابق جنم ملے گا۔ اور ماں باپ کی کسی بیماری کا اس پر اثر نہیں
پڑیگا۔ تو پھر بیمار خاوند یا بیمار بیوی کی بیماری کے اثر کو بچے کے جنم کے لئے تسلیم
کرنا اپنے قول کی آپ ہی تردید کرنا ہے۔ ان تمام واقعات سے یہ صاف نتیجہ
نکالا جا سکتا ہے۔ کہ اوگوں کا مسئلہ بالکل رد کی سکتہ ہے۔ اور کہ ہر گھر دست
تسلیم کر کے انسانی سوسائٹی ایسے مصیبتوں اور بدبختیوں کا شکار بن جاتی ہے۔ جن
کا حل سوائے نامرضی یہ پاکاری کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا ایک انٹلیکچوئل
کے نزدیک یہ مسئلہ ایک فضول دھندے سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتا۔ اور اس
دعوے کرنے والے کسی طرح بھی اس کو ایک سائنٹیفک ثابت نہیں کر سکتے یہ ایک
فضول دھندہ ہے۔ اور اب اس قسم کے توہمات سے دنیا آزاد ہوتی چلی جا رہی
ہے:

آٹھویں فصل

والوں کا وہم

اور

بدترین دہریت

[illegible] کر وہ [illegible] جس [illegible] ہے [illegible] گناہ مجسم [illegible]
[illegible] یہ تمام کائنات قائم ہے۔ وہ اس مجسم گناہ کے سامنے نہایت ہی عاجزی سے
ہاتھ باندھ کر اسی جسم کی دعا کرتا ہوا دکھائی دے گا۔

اے مجسم گناہ! میں تیرا ایک شاگرد [illegible] ہوں یہ تمام کائنات تیرے ہی
ذریعہ قائم ہے۔ اے گناہ مجسم! اگر تو نہ ہو تو میری زندگی کا نام ہو جائے
کیونکہ جب گناہ نہیں ہوگا تو کوئی [illegible] کیونکر جائے گی۔ جب
[illegible] ہوگا [illegible] کہاں سے کھاؤں گا۔ اے مجسم گناہ! تو میرا
[illegible] ہے۔ تو میرا [illegible] ہے اگر تو نہ ہو۔ تو مجھے [illegible] کون دیگا۔
[illegible] کہ وہ [illegible] کے وقت میری [illegible] میں پکتا ہے۔ اور وہ شلغم
[illegible] کے وقت میرے دسترخوان پر رکھا جاتا ہے۔ وہ تیرے ہی طفیل
[illegible] کہ تو گناہ مجسم ہے۔ اگر تو نہ ہو تو کوئی [illegible] شلغم اور
[illegible] میں [illegible] ہوگا۔ [illegible] ہو!
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہے گی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خداوند خدا! اے میرے
[illegible] کھڑی ہے۔ اگر تو ذرا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہ ہے۔ کہ مجھے بھی تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ کیونکہ میں بھی گناہ کا نتیجہ ہوں
اگر میں گناہ نہ کرتا تو انسانی قالب میں نہ آتا۔ اے گناہ مجسم! تو میرا خالق
ہے۔ تو میرا رزاق ہے جب میں روٹی کھاتا ہوں۔ تو تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
جب میں اپنی گائے کا دودھ دوہتا ہوں۔ تو اے گناہ مجسم! میں تیری حمد کے
گیت گاتا ہوں۔ کیونکہ اگر تو نہ ہوتا تو مجھے میٹھا دودھ دینے والی گائے کہاں
مل جاتی۔ کیونکہ نہ کوئی روح گناہ کرتی نہ گائے کے جسم میں جاتی اور نہ مجھے
میٹھا دودھ ملتا ہے۔ پس اے میرے سچے معبود گناہ مجسم! میں صدق دل سے
تیری تقدیس کرتا ہوں تو میری دعا قول پر سن۔ اور ایسا آشیرواد دے۔
کہ انسان زیادہ سے زیادہ گناہ کر لیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ گھاس پات
اناج۔ آلو۔ مولی۔ شلغم کا سے بھینس بھیڑ بکری کی بٹوں میں جائیں۔ اس طرح
اناج سستا ہو۔ اور دودھ کی فراوانی اور میرے اناج کے
کھتے بھرے ہوں۔ اور میری گائے بھینسوں میں زیادتی ہو۔ اے
میرے سچے معبود! سب آخر میں تجھ سے ایک خاص دعا مانگتا ہوں۔
تو اس کو نزدیک ہو کر سن اور اس کو قبولیت کا شرف دے۔ دیکھو
منوسمرتی کے ۱۲ ویں ادھیائے میں لکھا ہے کہ گھاس پات اور
سبزیات کے قالب میں ایسی روحیں بھیجی جاتی ہیں جنہوں نے انسانی
جسم میں اپنے کو روکی عورت سے بدفعلی کی ہو۔ اے گناہ کے
[illegible] تو انسانوں کے دلوں میں ڈال کر وہ اپنے کو روکی
عورتوں سے بدفعلی کریں تاکہ میری گائے بھینس بھیڑ بکری
کے لئے بافراط چارہ مل سکے اس لئے کہ اگر وہ ایسا برا فعل نہیں
کریں گے تو میری گائے بھینس بھیڑ بکری کو چارہ کہاں سے ملیگا
اور میرے ہونٹوں کی پرورش کا بین خالی رہ جائیں گی۔ ایسی صورت میں
نہ مجھے دودھ ملے گا نہ گھی نہ ریڑھی ملے گی نہ مکھن نہ دہی ملیگا نہ چھاچھ۔

اے میرے سچے خداوند گناہ مجسم! اے گناہ نام سے مشہور میرے خالق
و رزاق! دیکھ! تیرا یہ عاجز بندہ نہایت ہی انکساری اور خلوص دل سے
تیری بارگاہ میں گڑگڑا کر تجھ سے دعا کرتا ہے کہ تو دنیا میں زناکاری کو
ترقی دے۔ زناکاری بھی معمولی قسم کی نہیں بلکہ گورو کی عورت سے زناکاری
تاکہ میرے ریوڑوں کے لئے کثرت سے گھاس چارہ پیدا ہو۔ اور میرے
لئے بھی اناج اور میوہ جات کی افزونی ہو۔ اور میں گیہوں کی روٹی کھا کر
جب ڈکاروں تو اس میں اے زناکاری کے دیوتا! تیری مدد شاکی بو
پیٹیں مار کر نکلے اور میں دنیا میں اس بات کی منادی کروں کہ مبارک ہے
میرا خداوند زنا! جو دنیا میں زناکاری کو ترقی دے کر زانی روحوں سے
گیہوں اور مکئی جیسے میٹھے اور لذیذ اناج پیدا کر کے میری شکم پوری کرتا
ہے میں زنا کے دیوتا کی تقدیس کروں گا کیونکہ میرے بیلوں کا گھاس پاتا
اور میرے اونٹوں کے اونٹ لٹاتے اور میری گیہوں کی روٹی اور میرے
صبح اور شام کے آلو کچالو اور شلغم گوبھی زناکاری کی ہی برکت ہے۔ اے
خداوند زنا! تیری تقدیس ہو۔ تیری پادشاہت آئے۔ تاکہ مجھکو میری روز
کی روٹی نصیب ہو۔ اے خداوند زنا! وہ جو زناکاری کے برخلاف منہ کھولتا
ہے تو اس کو [illegible] اس لئے کہ وہ بنی نوع انسان کا دشمن ہے کیونکہ وہ
نہیں جانتا کہ زناکاری دنیا میں نہیں رہے گی تو پرندوں کو اور چرندوں کو
گھاس چارہ اور انسانوں کو روٹی کہاں سے ملے گی۔ اے خداوند زنا! اے
میرے [illegible] اور میرے رزاق مجسم گناہ! اے اس دنیا کو اپنے سینگ لے
سہارے! قائم رکھنے والے! اے میری [illegible] ایک
عاجز بندہ نہایت ہی صدق دل سے تیری بارگاہ میں [illegible]
[illegible]
وسیع ہو [illegible]

ضرورتی نہیں رہتی

اور اناج وغیرہ کھاتے ہوئے دیکھا جاتا ہے وہ مانتا ہے۔ کہ ان اجسام میں انسانوں کی روحیں ہی اپنے کسی نہ کسی بُرے فعل کی پاداش میں موجود ہیں وہ ان اجسام کو جو ممکن ہے اس کے اپنے ہی عزیز و اقارب یا ماں باپ۔ بھائی بہنوں کے اجسام ہوں۔ جو کہ اس کے وہم کے مطابق اپنے بُرے اعمال کی بدولت ان اجسام میں آئے ہوں۔ نہایت ہی بے رحمی سے کاٹتا۔ چیرتا۔ پھاڑتا۔ آگ میں بھونتا اور ہنڈیا میں اُبالتا ہوا دیکھا جاتا ہے وہ خوشی کے ساتھ ان اجسام کو نوچتا اور کھاتا ہے۔ اور ایسا کرنے میں اس کو کسی قسم کی کراہیت یا شرم محسوس نہیں ہوتی ایک اواگونی کی زندگی کی تصویر کا یہ پہلو اگر اواگون کے عکسی شیشے میں بڑا کیا جائے تو وہ نہایت ہی خوفناک درندہ کی شکل میں نظر آئے گا۔

(۳) ایک اواگونی تصویر کا وہ پہلو جس کو کہ سوشیل پہلو کہا جا سکتا ہے نہایت مکروہ نظر آئے گا۔ کیونکہ اس کے اپنے وہم کے مطابق مرد کی روح عورت کے جسم میں اور عورت کی روح مرد کے جسم میں چلی جاتی ہے۔ اس طرح وہ نہیں کہہ سکتا کہ جس عورت کے ساتھ وہ آج اولاد پیدا کرنے کا فعل کر رہا ہے وہ پہلے جنم میں اس کی ماں۔ بہن یا بیٹی نہیں تھی۔ اس لحاظ سے اواگون انسان کے تمام سوشیل تعلقات کے متعلق اعلیٰ جذبات کا خون کر دینے والا وہم ہے۔

(۴) اواگونی شخص کی تصویر کا وہ پہلو جو کہ چوپایوں سے تعلق رکھتا ہے اُس کے اپنے اعتقاد کے عکسی شیشے میں ایک قسم کی ناخلفی کا نظارہ پیش کرے گا۔ کیونکہ وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ گھوڑے۔ گدھے۔ بیل وغیرہ کے اجسام میں بھی انسانی روحیں ہی قید ہیں۔ اور وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس گھوڑے یا گدھے کے وہ ہنٹر لگا رہا ہے۔ یا جس پر وہ زین کسکر اور منہ میں کانٹے دار لگام دے کر سواری کا مزہ لے رہا ہے۔ وہ کسی پچھلے جنم میں اس کا بزرگ دادا یا ماں۔ باپ یا بھائی بہن نہیں تھا۔ ایسی صورت میں ایک اواگونی شخص کو بطور ایک سعادت مند انسان کے ان جانوروں سے سواری وغیرہ کا کام نہیں لینا چاہئے مگر وہ ان سے بدتر بدتر

کام لیتا ہوا دیکھا جائے گا اس پہلو میں ایک اوگونی شخص کے عزت اور محبت کے وہ تمام جذبات بڑی طرح سے قتل ہو جاتے ہیں جو کہ وہ اپنے مرحوم عزیز و اقارب یا ماں باپ اور بھائی بہن کے لئے رکھ سکتا ہے۔ اور وہ اپنے کسی مرحوم بزرگ یا اپنے رشتے دار کے لئے کیا تعلق محبت محسوس کر سکتا ہے۔ جبکہ اس کے اپنے اعتقاد کے مطابق یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ اس کا وہ مرحوم بزرگ یا رشتے دار ایک گھوڑے یا گدھے کی جون میں اس کے اپنے ہی باورچی خانے میں اُبالا اور بھونا جا رہا ہو۔ یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ اپنے جس دادا کی روح کو خوش کرنے کے لئے ایک اوگونی شخص آلو اور گوبھی کی مزیدار بھاجی بنا کر اپنے دادا کا شرادہ کر رہا ہے۔ اس کے دادا کی روح اپنے اعمال بد کی بدولت اس گوبھی یا آلو کے قالب میں ہی موجود ہو جس کو کہ اس کے نورچشم نے اپنے دادا کی روح کو خوش کرنے کے لئے بھون کر شرادہ کی تیاری کی ہے۔ ایسی صورت میں شرادہ جو کہ اپنے آبا و اجداد کے نیک ناموں اور ان کے نیک کاموں کو دیار رکھنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے بالکل بے معنی بات رہ جاتی ہے۔ حاصل کلام اوگون کی تصویر کا خواہ کوئی بھی پہلو دیکھا جائے وہ ایک قسم کی بدترین دہریت کا بنیادی پتھر نظر آئے گا۔ مبارک ہے۔ وہ روح جو اوگون کے نہایت ہی نفول۔ سخت مضر بلکہ شرمناک وہم سے نجات پا چکی ہے۔

قابل دید نئے نئے ترکی ناول

جنگ دردانیال ایک جانباز ترک کا قابل دید افسانہ جس نے جنگ دردانیال میں انگریزوں فرانسیسیوں اور اطالیوں کو زبردست شکست دی تھی اور اُن کے جہازوں کو دردانیال میں غرق کر دیا تھا، اس ناول میں جنگ طرابلس سے لیکر یورپ کی جنگ تک کے اسباب اور واقعات دلنشین پیرایہ میں لکھے گئے ہیں، اور بتلایا گیا ہے کہ یورپ کو ترکوں سے کیوں پرخاش ہے ناول کے مصنف نے اعلان کیا ہے کہ اس ناول میں جس جانباز ترک کا ذکر ہے وہ خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا ہیں جن کا نام ناول میں ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ گویا یوں کہنا چاہیئے کہ یہ ناول غازی ممدوح کے دردانیال کے کارناموں کا مرقع ہے قیمت صرف دس آنہ (۱۰/)

جہاد ترکی مسٹر مارماڈیوک پکتھال (انگریز نومسلم) ایڈیٹر انگریزی روزنامہ "بمبئی کرانیکل" کے اس معرکۃ الآرا ناول کا سلیس اردو ترجمہ جس نے دنیا میں ایک شور پیدا کر دیا ہے اس ناول میں دکھایا گیا ہے کہ دول سفیر ترکی سے کیوں عداوت رکھتی تھیں اور ترکی آبادی بیس پچیس سال اُدھر سے کس طرح انقلاب کیلئے بیچین تھی، ناول کیا ہے ترکی انقلاب کے اسباب کی ایک دلنشین تاریخ ہے ترکی کے خوبصورت مناظر، سازشوں کی گرم بازاری، وطن پرستوں کے حیرت انگیز کارنامے اس خوبی سے ناول میں دکھائے گئے ہیں کہ انسان پڑھتے ہوئے یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ واقعات کو اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے اور تمام مناظر اس کے سامنے ہیں اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

شہید ترک کا جنگی روزنامچہ (از خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیم انگورہ گورنمنٹ) اس ناول کے پڑھنے سے آپکو معلوم ہوگا کہ آپ اناطولیہ کے پہاڑ سے جنگ کو دیکھ رہے ہیں یا قسطنطنیہ کے کسی جلسہ میں اعلان جہاد سن رہے ہیں، ترکی اخبار اقدام قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ "ہمارے قومی جہاد کا نقشہ اتار کر اور شہیدان اناطولیہ کی داستان لکھکر خالدہ نے مردوں کے فرض کو پورا کر دیا ہے" اسکے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ اناطولیہ کی وہ تحریک جس نے سارے یورپ اور پھر ساری دنیا کو حیرت میں ڈالدیا تھا ابتدا میں بچوں کا سا کھیل تھا جسمیں قدرت کے فضل نے شامل ہوکر اسکو کامیاب تحریک کے درجہ تک پہنچایا۔ اسمیں آپ کو وہ چھوٹی چھوٹی سی باتیں بھی نظر آئینگی جن تک اس تحریک میں آپ کی نگاہ نہیں پہونچی ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت میں سب سے پہلی ہے جس میں خالدہ نے اپنے قلم کا پورا زور صرف کیا ہے اور اناطولیہ کی تحریک کی تصویر کھینچکر رکھدی ہے، آپ جب اسکو پڑھینگے تو یہ محسوس کرینگے کہ ہم غمگین قسطنطنیہ کے کسی اجتماع میں یا اناطولیہ کے کسی پہاڑ کے ٹیلہ پر تمام واقعات کو اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ قیمت عہ/

تمام کتابیں ۔ **جنرل منیجر نجات بک ایجنسی بجنور** سے طلب فرمائیے۔

اُردو کے بہترین نئے ناول

ہندوستانی جاسوس انگریزوں کے ایک ہندوستانی جاسوس مصطفیٰ صغیر مراد آبادی کے کارناموں کا مرقع جہاں نہایت اور بربادی اسلام کی پچھلی جدوجہد کا آئینہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے قتل کی سازشیں ایک ترک خاتون سے مصطفےٰ صغیر کا عشق اور خاتون کی عملی جدوجہد سے مصطفےٰ صغیر کے انکشاف تمام واقعات کو اس کتاب میں نہایت موثر انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

ہشت پہلو اشرفی انگریزی کے ایک جاسوسی ناول کا ترجمہ جسمیں دکھایا گیا ہے کہ محکمۂ سراغرسانی کے ایک انسپکٹر نے کیونکر ایک خفیہ قتل کا پتہ لگا کر قاتلوں کو گرفتار کیا نہایت دلچسپ ناول ہے اور جاسوسی کے قابلقدر اصولوں کو بتلاتا ہے آپ اسکو پڑھ کر یہ محسوس کرینگے کہ واقعات سامنے موجود ہیں اور آپ اپنی آنکھوں سے انکو دیکھ رہے ہیں قیمت ۳ر

ہمالیہ کی پریاں ایک بہترین انگریزی ناول کا ترجمہ جس کے مطالعہ سے آپ کو پہاڑی زندگی کا حقیقی لطف، مناظر کی دلچسپی اور حسن و عشق کے پُراثر کارناموں کی کیفیت معلوم ہوگی، اسقدر دلچسپ ہے کہ جب تک ختم نہ ہوگا چین نہ پڑے گا۔ اپنے موضوع پر یہ پہلا ناول ہے جس میں ہندوستان کی پہاڑی زندگی کی کیفیت دکھائی گئی ہے اور پہاڑیوں کی سادہ لوحی کا نقشہ کھینچا گیا ہے قیمت صرف آٹھ آنہ (۸ر)

ترکوں کی کہانیاں مسلمان بچوں عورتوں اور مردوں کو غیرت دلانے نیک اطوار اور جوش قومی پیدا کرنے کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے، اس میں وہ تمام صحیح واقعات موجود ہیں جن کو سُنا سُنا کر ترکی عورتوں نے اپنے غازیوں کو میدان جنگ میں بھیجا تھا بعض کہانیاں اس قدر پُراثر اور عبرت انگیز ہیں کہ انسان ان سے بیحد متاثر ہوتا اور اصلاح نفس کا پائدار سبق حاصل کرتا ہے قیمت دو آنے (۲ر)

قتل زار روس قیصر روس کے قتل کے واقعات نہایت کوشش سے فراہم کرکے ہم نے ایک رسالہ تیار کیا ہے جس میں ابتدا سے آخر تک کے واقعات کو مستند ذرائع سے لکھا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ روس میں کیونکر انقلاب ہوا، انقلاب کے ذریعہ کرائے، نامدار شاہی کو کرنی کیسی تکلیفیں دیں کاشتکاروں کے انقلاب کی داستان اور زمانہ حال کی روسی کی حالت وہاں کی حالت سے لکھا گیا ہے جس کے پڑھنے سے انقلاب روس کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے

نوٹ:- ہر کتاب علحدہ علحدہ طلب فرمائیے۔

تمام کتابیں جنرل منیجر نجات ایجنسی بجنور یوپی سے طلب فرمائیے۔